نمبر ۶۶ — مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء — یوم جمعہ — مطابق ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۴۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۱۳ فروری عصر کے وقت چند نوجوان جو گورداسپور کو آپریٹو سوسائٹیز کی انسپکٹری کا کورس پورا کر رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضور سے بعض امور دریافت کرنے کی اجازت چاہی۔ حضور کے اجازت فرمانے پر انہوں نے مختلف سوالات پیش کئے۔ اور حضور جواب دیتے رہے۔ یہ سلسلہ گفتگو مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ اور عشاء کی نماز تک جاری رہی۔ یہ گفتگو انشاء اللہ درج اخبار کی جائیگی۔

۱۳ فروری۔ موضع بسراواں متصل قادیان میں ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کا صداقت مسیح موعودؑ پر مباحثہ ہوا۔ دفاتر اور سکولوں میں نصف دن کی تعطیل کر دی گئی تاکہ جو لوگ مباحثہ سننا چاہیں۔ وہ شریک ہو سکیں۔ مباحثہ بہت کامیابی کے ساتھ ہوا۔

۱۴ فروری۔ انجمن انصار اللہ کا جلسہ ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ممبران انجمن کو اخلاقی ہدایات فرمائیں۔ جناب مولوی ح م

امریکن احمدیہ مشن نیوز

عیسائیت کی ناکامی

الحمد للہ انڈیا نیپلس ریکارڈ میں میرے مضامین شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارے سلسلہ کی شہرت ہو رہی ہے۔ اور لوگوں میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کو اس شہر میں بہت ترقی دیگا۔ پادریوں کو مباحثہ کے لئے اخبار مذکور کے ذریعہ چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ جس کسی نے تحریری یا تقریری مباحثہ کرنا ہو وہ میدان میں نکل کر دیکھ لے۔ کہ نصرت الٰہی کس کے ساتھ ہے ابھی تک کسی پادری نے آواز نہیں اُٹھائی۔ مگر میری دلی تمنا ہے کہ کوئی عیسائی میدان میں نکلکر مباحثہ کرے۔ خواہ تحریری ہو یا تقریری۔ کیونکہ اس طرح لوگوں پر حق کھل جائے گا۔

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ عیسائیت کی کیا ناکامی ہے۔ اور کیوں ہوئی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ انجیلی کہانیاں اور قصے پڑھ پڑھ کر تھک گیا۔ آسمان کی طرف بھی بہت دیکھا کہ شاید

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کو نمونیہ کے حملہ سے افاقہ ہونے کے بعد چند دن سے پھر بخار کی شکایت شروع ہو گئی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

کوئی آنا دکھائی دے۔ مگر سب بے سود۔ آخر ظلمت نور کے مقابلہ میں کب ٹھہر سکتی ہے۔ سائنس نے ترقی کی۔ علم پھیلا اور فلسفہ بھی بڑھا۔ پھر بھلا ان چیزوں کے آگے عیسائیت کہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے غور و فکر سے کام لینا شروع کیا۔ تو اپنے آپ کو بحر ظلمات میں پایا۔ انہوں نے دیکھا۔ مسیحیت تو مردہ خدا کی پرستش کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ کہتی ہے۔ ۱۹۲۶ سال ہوئے کہ خدا انسانی جسم میں دنیا پر ظاہر ہوا تھا۔ تا دنیا کو راہ راست پر لائے۔ وہ لوگوں سے ہمکلام ہوا۔ اس نے معجزات دکھائے۔ اس نے اندھوں کو بینائی بخشی۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ایسا کمزور اور بے بس خدا تھا۔ کہ یہودیوں نے اسے صلیب پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد بھی دنیا کو جسمانی و روحانی اصلاح کی ویسی ہی ضرورت پڑی۔ جیسی کہ مسیح کے نزول سے قبل تھی۔ جسمانی ضروریات تو پوری ہوتی رہیں۔ مگر بڑی ضرورت جو کہ نشانات الٰہی و الہامات کی ہوتی ہے۔ اس کو کوئی بھی پورا نہ کر سکا۔ دنیا پیاسی مر گئی۔ مگر وہ خدا اپنی پیدا کردہ مخلوق کی ضروریات کو پورا نہ کر سکا۔ پس اس خدا کو کیسے خالق کہا جائے۔ جو کہ اپنی مخلوق کی پرورش بھی نہیں کر سکتا۔ ہم اسے کس لئے زندہ خدا مانیں جب کہ وہ ہم سے ہمکلام نہیں ہوتا۔ جو کہ ہماری پکار کو نہ سنتا ہے۔ اور نہ جواب دیتا ہے۔ اس لئے ایسے خدا کی عبادت کرنے سے کیا حاصل۔ بہتر ہے کہ اس سے کنارہ کشی کر کے کسی اور طرف رُخ کیا جائے۔

آہ! اس عیسائیت نے تعلیم یافتہ و سائنس دان گروہ کو ایسا ڈرایا۔ اور مایوس کیا۔ کہ وہ خدا کی ہستی کے ہی منکر ہو گئے۔ بعضے تو ان میں سے دہریہ ہو گئے۔ اور بعضوں نے اپنے آپ کو agnostic (خدا کی ہستی کے متعلق شبہ کرنیوالا) کہلانا شروع کیا۔ پس یہ ہیں مسیحیت کے ثمرات۔ اور حضرت مسیح کہتے ہیں۔ کہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"۔ دہریت اس ملک میں اس قدر ترقی کر رہی ہے۔ کہ عیسائیت اس کے مقابلہ میں ہرگز نہیں ٹھیر سکتی۔ خدا کی ہستی کے انکار کے لئے عیسائیت ذمہ دار ہے۔ اور اب صرف اشاعت اسلام کے ذریعہ سے ہی دہریت دور ہو سکتی ہے۔

کل کی فکر نہ کرو

حضرت مسیح اپنے پہاڑی وعظ میں کہتے ہیں "کل کی فکر نہ کرو۔ کل اپنا فکر خود کریگی"۔ کل کی فکر نہ کرنا تو درکنار۔ امریکن گورنمنٹ جو کہ عیسائی گورنمنٹ ہے آیندہ صدی کے لئے تشویش میں پڑ رہی ہے۔ چند ماہ ہوئے کہ میں نے اخبار میں پڑھا۔ جو کہ محکمہ زراعت کی طرف سے ایک اعلان تھا۔ کہ آیندہ صدی میں بہت سخت قحط پڑنے والا ہے۔ اور اس صدی میں گوشت بالکل نہ ملیگا۔ اس لئے اس کا ابھی سے کچھ بندوبست کرنا چاہیئے۔ دن بدن امریکہ میں جانور کم ہو رہے ہیں اور محکمہ زراعت کو آیندہ صدی کی فکر ہو رہی ہے۔ اور بات بھی صحیح ہے۔ کیونکہ محکمہ زراعت کا اعلان سائنس اور حساب کے مطابق ہے۔ یہ محکمہ بتاتا ہے۔ کہ ایک سال میں نو کروڑ سور ۹۲ ہزار بکری۔ ۴ ½ کروڑ دُنبے۔ ۵۰ لاکھ بچھڑے۔ ۱ ½ کروڑ گائے اور ۵ ہزار گھوڑے ملک امریکہ میں ذبح کئے جاتے ہیں اس تعداد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امریکن قوم کس قدر گوشت خور ہے۔ اور پھر خاص کر سور کے گوشت کی کیسی شیدائی ہے۔ ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں۔ سور کے گوشت کے اندر ایک خاص قسم کے جراثیم ہیں۔ جو کہ صحت کے لئے بہت مضر ہیں۔ اور ایسے مشورے ہمیشہ اخباروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ بعض لوگ یہ پڑھکر شاید یقین نہ کریں۔ مگر یہ بیان بالکل صحیح ہے۔ کہ امریکہ میں قریباً ۷۵ فیصدی لوگ معدہ کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اور اس کی وجہ سور کا گوشت ہے۔ (باقی)

مجلس مشاورت کے متعلق اعلان

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مشاورت امسال بتاریخ ۱۶-۱۷ر اپریل ۱۹۲۷ء کو ہوگی۔ جو احباب انجمنہائے بیرونی سے کوئی معاملہ مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہیں۔ وہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے پاس جلد بھیجدیں۔

(۲) جماعتہائے بیرونی کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی سالانہ کارروائی کی رپورٹیں مختصر مگر ضروری تمام واقعات پر مشتمل دفتر ناظر اعلیٰ میں آخر مارچ ۱۹۲۷ء تک براہ راست بھیجدیں۔ جس ترتیب سے یہ رپورٹیں میرے دفتر میں موصول ہونگی۔ اسی ترتیب سے میری رپورٹ میں ان کا ذکر ہوگا۔

(۳) مجلس مشاورت کے متعلق تمام کارروائیاں اور اعلان پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہونگی۔ لہذا جماعتیں ان سے خط و کتابت کریں۔

(نوٹ) پچھلے سال کی مجلس مشاورت کی رپورٹ ۲۶ر فروری کے احمدیہ گزٹ میں شائع ہوگی۔ مرزا بشیر احمد۔ قائمقام ناظر اعلیٰ

اخبار احمدیہ

چودہ افراد کی بیعت

۵ر فروری ۱۹۲۷ء کو موضع سروعہ ضلع ہوشیارپور میں خاکسار کی تقریر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریباً دو گھنٹہ ہوئی غیر احمدیوں نے اپنے ایک مولوی مسمی مہر علی شاہ صاحب کو بلایا ہوا تھا۔ وہ بھی میری تقریر سنتے رہے۔ اور مجھے رقعہ لکھا وقت دیا جائے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ بعد اختتام تقریر جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے فرمایا کہ پروگرام کے مطابق اب میری تقریر کا وقت تھا۔ لیکن مولوی مہر علی شاہ صاحب کی درخواست پر میں اپنا سارا وقت سوال و جواب کے لئے وقف کرتا ہوں۔ اس طرح مولوی مہر علی شاہ صاحب کو موقع دیا گیا۔ انہوں نے کھڑے ہوکر کہا۔ میں کوئی سوال نہیں کرتا۔ مگر میں یہ یقیناً کہتا ہوں کہ مرزائی جھوٹے ہیں۔ منشی پیر بخش صاحب کا ایک رسالہ پیش کیا کہ اس میں احمدیوں کی بڑے زور سے تردید کی گئی ہے۔ اور سوال و جواب کے لئے کوئی اور وقت مقرر کر لیا جائے۔ ہم بھی اپنا مولوی منگوا لینگے۔ غرض گڑھ شنکر سے مولوی نور علی صاحب کو بلا لائے۔ مگر وہ بھی مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ ہاں اپنی جگہ بہت زہر اگلتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ آدمیوں نے بیعت کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار حافظ جمال احمد۔

کامیاب مناظرہ

۷ر فروری ۱۹۲۷ء کو مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری اور مولوی محمد شفیع صاحب کے درمیان مسائل حیات و ممات مسیح علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ لوگوں کا بہت مجمع تھا۔ نہایت امن کے ساتھ لوگوں نے سنا اور مناظرہ کے وقت ہی تعلیم یافتہ لوگوں اور بعض دوسرے لوگوں نے کہدیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ہیں بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں نے کہا۔ کہ محمد شفیع صاحب کو کوئی جواب نہیں آیا۔ دوسرا مسئلہ صداقت مسیح موعود علیہ السلام لوگوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ غرضکہ مناظرہ کامیابی اور امن سے ختم ہوا۔ خاکسار غلام رسول سیکرٹری انجمن احمدیہ چک ۷۹ [illegible]

ضروری ہدایت

احباب کو چاہیئے۔ حضرت امام کو خط لکھتے وقت اپنا نام پتہ صاف اور مکمل لکھا کریں تاکہ جواب دینے میں دقت نہ ہو۔ مصباح الدین اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

شکریہ

میں ان تمام احباب کا جنھوں نے میری بہو اہلیہ مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور تعزیت کے خطوط بھیجے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول وزیر آبادی

اعلان نکاح

عزیزہ اقبال بیگم صاحبہ ہمشیرہ شیخ فضل حق خان صاحب بٹالہ کا نکاح شیخ فضل حق صاحب احمدی مالک انارکلی لائٹ ہاؤس لاہور سے بعوض مہر پانچ ہزار روپیہ۔ زیور دو ہزار روپیہ اور پچاس روپیہ مصارف ماہواری پر ۲۶ر جنوری ۱۹۲۷ء کو بروز چہار شنبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھا۔

(۲) عزیزہ ثریا بیگم صاحبہ بنت شیخ فضل حق صاحب بٹالہ کا نکاح حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ کے ساتھ مہر ایک ہزار روپیہ پر ہوا۔ یہ نکاح بھی حضرت صاحب نے پڑھا۔ خاکسار محمد طفیل احمدی۔

(۳) عاجز کا نکاح ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۶ء مسماۃ برکت بی بی بنت مستری عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی کے ساتھ مبلغ پانسو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ ۔ قادیان دار الامان - ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء

قرآن مجید کا اُردو ترجمہ بغیر متن

اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ کہ دربار جاورہ نے مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا ترجمہ قرآن بغیر متن قرآن کریم شایع کیا ہے۔ یہ تو صاف بات ہے۔ کہ کسی ترجمہ کو خواہ وہ کتنا ہی اعلیٰ ہو۔ وہ وقعت نہیں دی جا سکتی۔ جو اصل قرآن کریم کو حاصل ہے۔ اس لئے اردو ترجمہ کو قرآن کریم کا قائم مقام قرار دینا بہت ہی خطرناک امر ہے۔ کیونکہ اس طرح نہ صرف ایک وقت قرآن کریم کی بھی وہی حالت ہو سکتی ہے۔ جو تراجم در تراجم کی وجہ سے اس وقت بائبل کی ہمارے سامنے ہے بلکہ قرآن کریم کے ان حقائق و معارف پر بھی پردہ ڈالنا ہے جو اصل کلام الٰہی کو پڑھکر ہر شخص اپنے فہم اور تقویٰ کے لحاظ سے اخذ کر سکتا ہے۔ کسی ترجمہ کو اگر زیادہ سے زیادہ کوئی وقعت دی جا سکتی ہے۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ ایک شخص نے اپنے فہم و ادراک کے ماتحت قرآن کریم کے الفاظ کا جو مفہوم سمجھا۔ اسے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔ اور بس۔ لیکن کسی طرح نہ تو یہ ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام جس قدر معارف و حقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ ان پر ایک انسان کے بیان کردہ الفاظ حاوی ہو سکیں۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ عربی زبان جو اُم الالسنہ ہے۔ اور جسے خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اپنا کلام نازل کرنے کے لئے منتخب کیا۔ اپنے الفاظ میں جو وسعت اور جامعیت رکھتی ہے۔ وہ کسی دُوسری زبان میں پائی جا سکے۔ پھر اُردو تو ایک ایسی پس ماندہ زبان سمجھی جاتی ہے۔ جس کا اعتراف خود اُردو دانوں کو ہے۔ اور اُردو کی فرو مائگی ان اصحاب پر اچھی طرح واضح ہے۔ جنہیں کسی دوسری زبان مثلاً انگریزی وغیرہ کا ترجمہ اُردو میں کرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے۔ کہ کوئی اُردو ترجمہ عربی زبان کے اصل مفہوم اور معانی پر ہرگز حاوی نہیں ہو سکتا۔ اور خاصکر قرآن کریم کے فقرات اور الفاظ کے متعلق یہ سمجھنا کہ کوئی اور زبان ان کی پورے طور پر قائم مقام بن سکتی ہے۔ اتنی بڑی غلطی ہے۔ جو غلطی معاف نہیں کی جا سکتی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو اس قدر معانی اور مطالب کا حامل بنایا ہے کہ ان کی حد بندی کرنا بھی کسی انسانی طاقت میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اسلام میں پیدا ہونیوالے کسی بڑے سے بڑے روحانی انسان نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ وہ قرآن کریم کے تمام حقائق و معارف سے آگاہ ہو گیا ہے۔ پھر کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ فیج اعوج کے زمانہ میں ایک شخص نے قرآن کریم کا اُردو میں جو ترجمہ کیا۔ وہ اس قدر جامع اور اتنا مکمل ہے کہ اس کی موجودگی میں اصل قرآن کریم کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعریف میں کیا ہی سچ فرمایا ہے :-

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر علوم قرآن کریم سے آگاہ کون ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ بھی فرماتے ہیں :- لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق علی کثرۃ الرد ولا تنقضی عجائبہ۔ کہ علماء قرآن کریم کے معارف سے کبھی سیر نہ ہو سکیں گے۔ اور اس کے حقائق بار بار پڑھنے سے پرانے نہ ہو جائینگے۔ اور نہ کبھی اس کے عجائب ختم ہونگے۔

کیا یہی بات اُردو ترجمہ کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم کا ترجمہ وہی صفات اور وہی خوبیاں اپنے اندر رکھ سکتا۔ جو اصل قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں۔ تو پھر آج قرآن کریم کی کوئی تفسیر دنیا میں نہ پائی جاتی۔ اور نہ کوئی مفسر کہلا سکتا۔ لیکن کون نہیں جانتا۔ کہ نہ صرف اُردو اور فارسی میں بلکہ خود عربی زبان میں بھی بڑی بڑی ضخیم قرآن کریم کی تفاسیر لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اگر قرآن کریم کے حقائق اور رموز سے آگاہ ہونے کے لئے صرف دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کافی ہو سکتا۔ تو یقیناً قرآن کریم کی کوئی عربی تفسیر نہ لکھی جاتی۔ کیونکہ قرآن کریم خود عربی زبان میں ہے۔ اور جن لوگوں کی مادری زبان عربی تھی۔ وہ یقیناً ان لوگوں کی نسبت بہت آسانی کے ساتھ مطالب قرآنی سمجھ سکتے تھے۔ جو کسی ترجمہ کے ذریعہ سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ تفاسیر جس زبان میں قرآن کریم کی پائی جاتی ہیں۔ وہ عربی ہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ عربی زبان کے ماہرین جس قدر قرآن کریم پر غور و فکر کرتے رہے۔ اسی قدر زیادہ حقایق و معارف ان پر کھلتے رہے۔ جنھیں انہوں نے دوسروں کی خاطر قلم بند کر دیا۔ اگرچہ ان بزرگوں نے قرآن کریم کے بڑے بڑے لطیف معارف بیان کئے۔ اور کثرت سے بیان کئے۔ مگر باوجود اس کے ان کی زبانوں پر یہی رہا۔ کہ یہ سب کچھ اس بحر بیکراں میں سے محض قطرہ ہے۔ جو قرآن کریم کی شکل میں موجود ہے۔

پھر اُردو اور دوسری زبانوں میں قرآن کریم کی جو تفاسیر پائی جاتی ہیں۔ وہ بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ جن علماء نے قرآن کریم پر غور و خوض کیا۔ ان کے نزدیک قرآن کریم کا مفہوم سمجھانے کے لئے اتنا ہی کافی نہ تھا۔ کہ عربی الفاظ کا اُردو یا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کر دیتے۔ بلکہ انہوں نے ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک لفظ کی تشریح و توضیح کے لئے صفحوں کے صفحے پر کر دیں۔ اور باوجود اس کے اس بات کا اقرار کریں۔ کہ قرآن کریم کے مختصر الفاظ جس قدر حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں ان کو ضخیم سے ضخیم کتابوں میں بیان کر سکنا بھی ناممکن اور محال ہے۔

پس جبکہ بڑی بڑی تفسیریں اس بات سے عاجز ہیں کہ قرآن کریم کے تمام حقائق اور معارف اپنے اندر رکھنے کا دعویٰ کر سکیں۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ کسی شخص کا کیا ہوا لفظی ترجمہ اصل قرآن کریم کا قائم مقام بن سکتا ہے۔ اور جب یہ نہیں ہو سکتا۔ تو قرآن کریم کے متن کو نظر انداز کرکے محض ترجمہ شایع کرتے ہوئے یہ توقع رکھنا کہ مسلمان اس سے اسی طرح فائدہ اٹھا سکینگے جس طرح اصل قرآن کریم سے اُٹھا سکتے ہیں۔ ہرگز درست نہیں ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کسی قسم کے فائدہ کی بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح نہ صرف مسلمانوں میں علم عربی سے بے رغبتی پیدا ہو سکتی ہے۔ جو پہلے ہی افسوسناک درجہ تک پائی جاتی ہے بلکہ اُردو فقرات کے مفہوم کی تعیین کرتے ہوئے قرآن کریم کے اصل منشاء اور صحیح مطلب سے بہت دور چلا جانا بھی لازمی ہے۔

اس قدر نقصانات کے مقابلہ میں سمجھ میں نہیں آتا۔ دربار جاورہ نے قرآن کریم کا ترجمہ بغیر متن شایع کرنے میں فائدہ کیا سمجھا ہے۔ سب سے بڑی وجہ اس طرح ترجمہ شایع کرنے کی یہ بتائی گئی ہے۔ کہ "چونکہ عام مسلمان عربی زبان سے ناواقفیت کے باعث قرآن حکیم کے مطالب و معانی سمجھنے سے معذور رہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ محض ترجمہ کو ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں شایع کیا جائے" لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ وجہ اپنے اندر کچھ بھی وزن نہیں رکھتی۔ اگر متن کے ساتھ ساتھ ترجمہ درج ہو۔ جیسا کہ عام طور پر مترجم قرآنوں میں ہوتا ہے۔ تو بھی یہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ یوں بھی کیا جا سکتا تھا۔ کہ ایک صفحہ پر متن قرآن کریم ہوتا۔ اور مقابل کے صفحہ پر مسلسل ترجمہ درج کر دیا جاتا۔ مگر ان دونو صورتوں کو چھوڑ کر ایسا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ جسے کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے بہت بڑے نقصانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ دربار جاورہ کو چاہیئے۔ کہ اس قسم کے ترجمہ کی اشاعت کو روک دے تا اس سے پیدا ہونیوالے مفاسد کا بار اس پر نہ پڑے۔ اور قرآن کریم کی خدمت کی بہترین صورت اختیار کرنی چاہیئے۔ جو یہ ہے کہ قرآن کریم کا ایسا ترجمہ شایع کرنا چاہیئے۔ جو ان نقائص اور اغلاط سے پاک ہو

جو پہلے ترجموں میں پائی جاتی ہیں۔ اور جن میں ان اعتراضات کو مدنظر رکھا گیا ہو۔ جو مخالفین اسلام قرآن کریم پر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی قرآن کریم کی آیات کی ایسی تشریح و توضیح ہو جس سے اسلام کی فضیلت تمام دیگر مذاہب پر پائی جائے ۔

اس میں شک نہیں۔ کہ قرآن کریم کا کوئی ایسا ترجمہ جس میں یہ باتیں پائی جائیں۔ مہیا ہونا آسان امر نہیں ہے۔ لیکن ہم خوشی کے ساتھ دربار جادوہ کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس ترجمہ قرآن کریم کو ملاحظہ کریگا۔ جو امام جماعت احمدیہ کر رہے ہیں۔ تو ہماری بیان کردہ باتوں سے بھی بہت زیادہ اور بہت اہم خوبیاں اس میں پائے گا اور دربار موصوف خواہش کرے۔ تو قرآن کریم کے پہلے پارہ کا ترجمہ جو حضور کی زیر نگرانی اُردو اور انگریزی میں شائع ہو چکا ہے ارسال کیا جاسکتا ہے۔ اس ترجمہ میں متن قرآن کریم ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ اور خاص کر انگریزی ترجمہ میں تو اس کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ اوپر قرآن کریم کی آیات درج ہیں۔ ان کے نیچے انگریزی حروف میں عربی تلفظ درج ہے۔ اس کے بعد ترجمہ اور پھر ضروری توضیح و تشریح۔ یہ صرف اس کی ظاہری ہیئت و شکل بیان کی گئی ہے۔ اس کی خوبیاں پڑھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

روزہ کے جسمانی فوائد

اسلام نے اپنے پیرووں کے لئے جو باتیں ضروری قرار دی ہیں۔ ان میں رُوحانی فوائد کے ساتھ ہی جسمانی اور ظاہری فوائد بھی رکھے گئے ہیں۔ تاکہ فطرت صحیحہ رکھنے والے انسان ان کو دیکھ کر روحانی فوائد کے حاصل ہونے کا بھی یقین کرلیں ۔

دُنیا کے محققین بڑی تحقیق اور تجربات کے بعد اس نتیجہ پر تو پہنچ چکے ہیں۔ کہ اسلامی احکام کے مادی فوائد کا اعتراف کریں باقی رہا دوسرا مرحلہ۔ وہ وقت بھی آئے گا۔ کہ دُنیا کا بیشتر حصہ اسے بھی طے کریگا ۔

اسلامی فرائض میں سے ایک فرض ہر سال ایک مہینے کے روزے رکھنا ہے۔ روزہ کے جسمانی فوائد کا اس کثرت کے ساتھ اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ کسی کو اس بارے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ حال میں ایک بڑے پادری صاحب نے "سنڈے کرانیکل" میں شائع کرایا ہے۔ کہ آپ کی حالت اس قدر نازک ہو گئی تھی۔ کہ اگر عمل جراحی کیا جاتا۔ تو تمام جسم میں زہر سرایت کر جاتا۔ اور زندگی محال ہو جاتی۔ ایسی حالت میں آپ کو فاقہ کشی کرائی گئی۔ جس سے آپ کو کامل صحت ہوگئی۔ ساتھ ہی آپ کی دماغی حالت اس قدر عمدہ ہو گئی۔ کہ سالوں پیشتر ایسی نہ تھی ۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ روزہ رکھنا جسمانی لحاظ سے بھی کس قدر انسانی زندگی کے لئے مفید ہے۔ جو لوگ تن آسانی یا معمولی عذر کی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھتے۔ وہ روحانی برکات سے محروم رہنے کے علاوہ جسمانی لحاظ سے بھی گھاٹے میں رہتے ہیں ۔

تحریک تنظیم کی ناکامی

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ اخبار "تنظیم" نے جماعت احمدیہ کے بعض کاموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ "احمدیہ جماعت کی کامیابی اس کے عقائد کی صداقت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اعمال کی صداقت کی وجہ سے ہے"۔

اس غلط خیال کی تردید ہم نے ایک مفصل مضمون کے ذریعہ کی تھی۔ اور بتایا تھا کہ ۔

"بیشک ہر کامیابی کے لئے اعمال کی صداقت ضروری ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی کامیابی کے لئے بھی اس بات کی ضرورت ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ میں اعمال کی صداقت نتیجہ ہے عقائد کی صداقت کا"۔

اس امر کو کئی ایک مثالوں سے ثابت کیا گیا تھا۔ اور اُمید تھی کہ "تنظیم" اپنے اس غلط خیال کی اصلاح کریگا۔ لیکن اسے اس کی توفیق نہ ملی۔ اُلٹا اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ۔

"جماعت احمدیہ اس وقت جو کچھ کر رہی ہے یا آئندہ کریگی ہر ایک منظم جماعت وہی کچھ بلکہ اس سے زیادہ کرکے دکھلا سکتی ہے"۔

ان الفاظ میں "تنظیم" کا اشارہ اپنی تنظیمی تحریک کی طرف تھا۔ چنانچہ ساتھ ہی اس نے لکھا تھا۔

"یہ مسلمان احمدیہ جماعت کی مثال سے عبرت اندوز ہوں۔ ہر جگہ تنظیم کمیٹیاں بنائیں۔ اور انہیں مرکز کے ساتھ وابستہ کرکے جماعتی قوت پیدا کریں"۔

گو جماعت احمدیہ اس وقت جو کچھ کر رہی ہے یا آئندہ کریگی۔ اس سے بڑھ کر تنظیمی تحریک کے ذریعہ کرنے کا دعویٰ تھا۔ اور اس طرح اس بات کا ثبوت بہم پہنچانا مقصود تھا۔ کہ احمدیہ جماعت کی کامیابی اس کے عقائد کی صداقت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اعمال کی صداقت کی وجہ سے ہے۔ لیکن اخبار تنظیم کو بہت جلد معلوم ہو گیا۔ کہ تحریک تنظیم کے ذریعہ مسلمانوں میں اعمال کی صداقت پیدا کرنا قطعاً محال ہے۔ چنانچہ ۱۴ فروری کے "تنظیم" میں ارشاد ہوتا ہے۔

"شکستگی اور رسوائی کے آخری قرار میں ہم نے اپنی آرزو کو تحریک تنظیم سے وابستہ کیا۔ عظیم الشان جلسوں، مرعوب کن وفود اور ولولہ انگیز جلوسوں کی مدد سے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کر لینے کی کوشش کی۔ لیکن یہ تحریک بھی ہمارے لئے ایک خواب بے تعبیر سے زیادہ اہمیت ثابت نہ ہو سکی"۔

کیا اب بھی اس بات کا اقرار نہ کیا جائے گا۔ کہ مسلمانوں میں اعمال کی صداقت اسوقت تک نہیں پیدا کی جا سکتی جب تک ان کے عقائد کی اصلاح نہ ہو۔ اور تحریک تنظیم کو اسی وجہ سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ کہ اس کا سارا زور اعمال کی اصلاح پر رہا ۔

مفتی جمعیۃ العلماء کا تازہ فتوےٰ

کسی شخص نے جمعیۃ العلماء کے مفتی صاحب سے یہ استفسار کیا۔ کہ

"میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور میں نے اس کا نام غلام احمد رکھا۔ لیکن چند بزرگ مجھ سے بحث کر رہے ہیں کہ تم غلام احمد نام مت رکھو۔ کیونکہ غلام احمد قادیانیوں کے سردار کا نام تھا۔ ہم لوگوں کو یہ نام نہیں رکھنا چاہیئے"۔

اس کا جو جواب مفتی صاحب نے دیا۔ وہ یہ ہے ۔

"یہ نام اس وجہ سے ناجائز نہیں ہوسکتا۔ کہ قادیانی فرقہ کے پیشوا کا نام تھا۔ تاہم اگر آپ بجائے غلام احمد کے محمد احمد نام بدل دیں۔ تو بہتر ہے"۔ (الجمعیۃ ۱۸ جنوری)

سوال یہ ہے۔ کہ اگر اس نام کے ناجائز ہونے کی صورت میں بھی اس کا بدلنا ضروری ہے۔ تو پھر جو نیا نام بتایا گیا ہے۔ وہ بھی تو بیسیوں "قادیانیوں" کا نام ہے۔ بات تو جب تھی۔ کہ کوئی ایسا نام بتایا جاتا۔ جو کسی "قادیانی" کا نہ ہوتا۔ کیونکہ اگر جمعیۃ العلماء کے نزدیک ایک نہایت مبارک نام محض "قادیانی فرقہ کے پیشوا کا نام" ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو نہیں رکھنا چاہیئے۔ تو پھر کوئی ایسا نام بھی ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے۔ جو کسی قادیانی کا ہو۔ اور چونکہ ہر ایک اسلامی نام کے قادیانی پائے جاتے ہیں۔ اس لئے جمعیۃ العلماء کو اپنے معتقدوں کے لئے نہ صرف یہ اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ وہ آئندہ اپنے بچوں کے نام اسلامی نہ رکھیں۔ بلکہ ہندوانہ نام مثلاً دیانند، شردھانند، سچدانند وغیرہ یا عیسائی نام مثلاً ڈیوڈ، فاکس، نکلس وغیرہ رکھنے چاہییں۔ یہ بھی کہنا چاہیئے۔ کہ اپنے موجودہ نام بدل کر غیر اسلامی نام رکھ لیں۔ اس تجویز کے ماتحت ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ محمد کفایت اللہ صاحب مفتی اپنے لئے کیا نام تجویز فرماتے ہیں ۔

آریوں کا عجیب مطالبہ

شردھانندجی کے قتل پر مسلمانوں نے اظہار رنج و افسوس کیا۔ آریہ صاحبان میں اگر کچھ شکر گذاری کا مادہ ہوتا تو اس کی قدر کرتے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو پامال کرنے سے باز رہتے۔ لیکن وہ اُلٹا یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ۔

"مسلمانوں کی ہمدردی اگر مصنوعی نہیں۔ تو وہ اسلام کی تعلیم کو مٹانے میں امداد کریں"۔ (پرکاش ۲۶ دسمبر)

مگر نادان نہیں جانتے۔ یہ اسلام ہی کی تعلیم ہے۔ جس نے مسلمانوں سے شردھانندجی جیسے دشمن اسلام کے قتل پر بھی ہمدردی کا اظہار کرایا۔ ورنہ ویدک تعلیم تو یہ ہے کہ "جو دوست نہیں اس کو بیل کی کھال میں سی دو" اتھروید کانڈ سوکت منتر۔ یا یہ کہ "اے آگ کی مانند راجا غیر آریوں کی کھال اُتار دے" کانڈ ۸ منتر ۱۲۔ یہ تعلیم ہے جو ماننے کے قابل ہے ۔

مکتوب امام علیہ السلام

بیعت خلافت کی ضرورت

ایک صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسب ذیل خط لکھوایا:-

آپ کو یہ اعتراض ہے۔ کہ جب شیخ رحمت اللہ صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب کا جنازہ پڑھ لیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بیعت خلافت کی ضرورت نہیں۔ یا یہ کوئی اہم چیز نہیں۔ میرے نزدیک یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ ہر شخص تدبر کرکے سمجھ سکتا ہے جنازہ ہر مسلمان کا پڑھنا جائز ہے۔ سوائے کافر کے اور کسی کا جنازہ اسلام میں منع نہیں ہے۔ اب اگر وہ عام باتیں جن کے کرنے یا نہ کرنے کے کی وجہ سے انسان کافر نہیں کہلاتا۔ لیکن شریعت میں منع نہیں۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ بالکل حقیر ہیں۔ کیونکہ ان کے مرتکب کا جنازہ پڑھا جاسکتا ہے ہرگز درست نہیں +

اسلامی شریعت کے مطابق جب تک کوئی شخص اسلامی احکام کا انکار نہ کرے۔ اس وقت تک اس کو مسلمان ہی سمجھا جاتا ہے۔ خواہ بعض احکام اسلام کا تارک العمل ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح آپ کے اصل کے ماتحت سارے گناہ معمولی ہوسکتے ہیں۔ اور ان کا کرنا جائز ہوگا۔ بلکہ پھر کوئی شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ چونکہ چوری کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ تو معلوم ہوا چوری معمولی چیز ہے۔ یا یہ کہ زنا کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا زنا معمولی چیز ہے۔ جھوٹ کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا لہٰذا معلوم ہوا جھوٹ معمولی بات ہے۔ خدا تعالےٰ کی تو ادنیٰ نافرمانی بھی بڑی چیز ہے۔ کجا یہ کہ ایسے شخص کی اطاعت سے گریز کیا جائے۔ جس کی اطاعت کو قرآن شریف نے رسول کی اطاعت کے ساتھ شامل کیا ہے۔

پس یہ وسوسہ کہ ہم نے تو بیعت بڑا بھاری معاملہ سمجھ کی تھی۔ مگر یہ تو محض وحدت نظام والا ہی معاملہ نکلا۔ تعجب ہے۔ آپ کے نزدیک وحدت نظام ایک معمولی چیز ہے۔ رسول کریم نے فرمایا ہے۔ من فارق الجماعۃ شبراً فلیس منا۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ انبیاء کی آمد کی غرض بھی دراصل وحدت نظام ہی ہوتی ہے۔ انسان کی اصلاح بغیر وحدت نظام کے ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ کہنا کہ ہم نے تو بیعت بڑا بھاری معاملہ سمجھ کر کی تھی۔ لیکن اس سے تو صرف وحدت نظام کی بات نکلی۔ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ ہم نے تو مذہب کو ایک بڑی چیز سمجھ کر قبول کیا تھا۔ لیکن اس میں صرف خدا تعالےٰ کی ملاقات ہی نکلی +

مسجد احمدیہ لنڈن کی پیشگوئی

"مہدی لوائے خود نزد بحر مرکوز کند تا وضو برائے نماز بامداد نماید۔ آب دریا از وے دوری جوید۔ تا آنکہ ازیں ناحیہ تجاوز فرماید باز نشاں را بنشاند و ندا کند اے مردم عبور کنید کہ حق تعالےٰ بحر را برائے شما منفلق کردہ و شگافتہ چنانکہ برائے بنی اسرائیل شگافتہ بود۔ پس مرگناں عبور کنند و مہدی استقبال نماید و اینہا تکبیر بر آرند۔ دیوار ہا بشنیدن باز اللہ اکبر گویند و درمیں نوبت ثانوی مابین دوازدہ برج ساقط شوند۔ و اینہا آں بلدہ را مفتوح سازند و تا یکسال آنجا اقامت کنند و مسجد ہا را بنیاد بنہند۔ پستر در بلدہ دیگر بر آئیند"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۷۸)

پانی کے کنارے پر مہدی کا جھنڈا گاڑنا۔ اور پانی کا خشک ہونا اس میں اس بات کو سمجھایا گیا۔ کہ سمندر کے پار ایک بڑے شہر میں مہدی کا مشن قائم ہوگا۔ تاکہ اس نور سے جس کو مہدی اپنے ساتھ لائے گا۔ وہاں کے لوگ جو کفر و شرک کی نیند میں سوئے ہوئے ہونگے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور جن ممالک میں اسلام کے پہنچنے کا وعدہ ہے۔ اور اس کے راستہ میں روک کا جو سمندر حائل ہے وہ مہدی کے آنے سے خشک ہو جائیگا اور مہدی کی آواز بذریعہ اس مشن کے تمام مسلمانوں کے کانوں میں پہنچائی جائیگی کہ اے مسلمانو اب کس کی انتظار میں بیٹھے ہو۔ اٹھو خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے راستہ کھولدیا ہے۔ اس آواز کو سن کر مسلمانوں سے جو اس طرف قدم اٹھائیں گے۔ ان کے واسطے مہدی کا استقبال کرنا بتاتا ہے۔ کہ مہدی کے نام اور اس کے دلائل کو پیش کرنے سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ تکبیر سے دیواروں کا گرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ مہدی تثلیث کے بلند برج کو جو دوازدہ حواریوں کی طرف منسوب کرکے کچی پکی اینٹوں سے بنائے گئے توپ۔ بندوق کے فیر سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی توحید اور عظمت کے گولوں سے مسمار کرے گا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آتا ہے۔ فلم یقاتلوا بسلاح و لم یرموا بسھم کہ مہدی اور اس کی جماعت نہ تو ہتھیاروں سے لڑیں گے۔ اور نہ ہی کوئی تیر و تفنگ چلائیں گے۔ قالوا لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ جس سے اس شہر کی دیواریں گر جائیں گی" "آنجا اقامت کنند و مسجد ہا بنیاد نہند" کہ کچھ دن وہاں ٹھہر کر پھر مسجد کی بنیاد رکھیں گے۔ اس روایت میں مہدی کا استقبال اور اقامت کے بعد مسجدیں بنانا یہ دو باتیں ایسی ہیں۔ کہ سوائے جماعت احمدیہ قادیان کے کوئی دوسرا اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ نیز بلدہ سے قسطنطنیہ مراد لینا جیسا کہ غیر احمدیوں کا خیال ہے۔ ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ قسطنطنیہ میں تو مسجدیں موجود ہیں۔ "پستر در بلدہ دیگر بر آئیند" اس کے بعد خدام مہدی دوسرے ممالک میں داخل ہوکر تبلیغ اسلام کا جھنڈا گاڑیں گے +

اب واقعات پر نظر ڈالیے۔ سینکڑوں برس کی باتیں آج کس طرح حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ اگر یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو سمندر کے پار لنڈن جیسے شہر میں اس کو سب سے پہلی مسجد بنانے کی کبھی توفیق نہ ملتی۔ حضرت مہدی علیہ السلام مبلغین اسلام کو کھڑے پکار رہے ہیں۔ کہ آؤ میرے ساتھ ہوکر اس شہر میں داخل ہو۔ میں اس کے گلی کوچہ سے واقف ہوں۔ (فنفذ بعون اللہ ولا تکن من الغافلین) +

(۲) "اس جگہ مجھے یاد آیا ہے۔ کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا۔ کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ تو میں نے سن کر تعجب کیا۔ کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے تب انہوں نے کہا۔ کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۸)

حضرت اقدس کے اس کشف کو مسجد احمدیہ لنڈن سے کیا تعلق ہے۔ سنئیے! قرآن شریف کا نصف من ہیئت الحروف ولیتلطف ہے۔ اور اس کے دائیں صفحہ میں ہے فاوٗا الی الکھف (دیکھو قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین مطبوعہ مطبع کریمی بمبئی) قرآن شریف کی ہر آیت کا ایک ظہر اور ایک بطن ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ لکل آیۃ منھا ظھر و بطن۔ ایک اور حدیث ہے۔ ولا ینقضی عجائبہ (مشکوٰۃ) قرآن شریف کے عجائب تمام نہیں ہوتے۔ اور اس میں جتنے قصص ہیں۔ ان میں اس قدر معارف و اسرار کے خزائن ہیں۔ جو ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اساطیر الاولین کہنے والوں کی سمجھ کا فرق ہے۔ سورہ کہف جس میں اصحاب کہف کا بیان ہے۔ اس کی فضیلت میں ہمارے آقا و رہنما محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من حفظ عشر آیات من اول سورۃ الکھف عُصم من الدجال (مسلم) کہ جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیات کو یاد کرے۔ وہ الدجال کے شر اور فتنہ سے بچایا جائیگا اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ان دس آیات میں اللہ تعالےٰ نے فتنہ دجال کا بیان فرمایا ہے۔ جب ان آیات کو پڑھا جائے۔ تو فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آیت وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً

میں دجالی فتنہ کی خبر دی گئی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو اولاد سونپنا تمام فتنوں سے بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ سورہ مریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے تکاد السمٰوات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدًا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ غور کرو جس بات سے آسمان پھٹ جائیں۔ زمین شق ہو جائے۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے۔ اسی فتنہ کے بارے میں جناب رسول خدا صلعم فرماتے ہیں۔ ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال (مسلم) کہ آدم کی پیدائش سے لیکر قیامت تک کوئی امر دجال سے بڑا نہیں۔ جب اس بڑے فتنہ سے قرآن شریف میں ڈرایا گیا۔ تو ضرور تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ اس سے بچنے کا بھی کوئی علاج بتاتا۔ سو فاوٗا الی الکہف میں اس کا علاج بتایا گیا۔ کہف کے معنے ہیں جائے پناہ یعنی دجالی فتنہ سے اس مقام میں پناہ ملیگی جہاں خدا کا مسیح مبعوث ہوگا۔ اور وہ قادیان ہے۔ جس کا نام کشف میں حضرت اقدس نے قرآن شریف کے نصف کے قریب دائیں صفحہ میں لکھا ہوا پایا۔ ایک اور حدیث میں لکھا ہے۔ من قرء سورۃ الکہف فی یوم الجمعۃ اضاء لہ النور ما بین الجمعتین (مشکوٰۃ) کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کو پڑھے۔ تو اس کے واسطے دو جمعوں کے درمیان نور روشن ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں ظاہری معنوں کے علاوہ جمعتین کے لفظ میں آنحضرت صلعم کے بعث اوّل اور بعث ثانی کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ جو شخص سورہ کہف کو تدبّر کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کو ایک ایسا نور حاصل ہوگا۔ جس کے پڑھنے والا فیج اعوج کی بدعات اور غلط روایات سے واقف ہو کر دوسرے جمعہ کے ثواب سے محروم نہیں رہیگا۔ یعنی ایسے شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی توفیق دی جائے گی۔ اور فتنہ دجال سے وہ بچایا جائیگا پس اصحاب الکہف والرقیم کے قصہ میں بموجب قول (شعر)

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ÷ گفتہ آید در حدیث دیگراں

کے غور کرنے والی طبائع کو حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت قادیان کے حالات بھی بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ رقیم کے معنے ہیں لکھنا۔ یعنی مسیح موعود اور آپ کی جماعت قلم کے ساتھ اس دجالی فتنہ کا مقابلہ کریگی۔ حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۶ میں ہے۔ "ابن عباس گفتہ مرفوعاً کہ اصحاب کہف اعوان مہدی اند" پس گویا بعض یوم میں مسیح موعود اور آپ کی جماعت کا زمانہ بتایا گیا۔ یوم ہزار سال (فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون) بعض یوم تین سو سال یعنی چودھویں صدی میں اصحاب کہف (جماعت قادیان) اپنے بعض مبلغین کو۔ الی المدینۃ ایک شہر کی طرف روانہ کریں گے۔ تاکہ اپنی خاص نقدی سے پاکیزہ طعام خریدیں۔ یعنی علم توحید الٰہی کو پیش کر کے نیک اور سعید روحوں کو اسلام میں داخل کریں۔ حدیث میں ناکارہ آدمیوں کو حفالۃ الشعیر او حفالۃ التمر کہا گیا۔ یعنی سبوس جیسا جو و لیتلطف۔ وہ مذہب کی خاطر جبر و اکراہ کو روا نہ رکھیں گے۔ نہایت نرمی اور حوصلہ سے کام لیں گے۔ (یہاں نصف قرآن ہے گویا نرمی آدھا دین ہے) ولا یشعرن بکم احدًا حضرت مسیح موعود کی جماعت اپنے خاص کاموں اور تبلیغی امور میں اپنی قوم سے کوئی صلاح مدد نہیں لے گی۔ کیونکہ قوم اس کی سخت دشمن ہوگی۔ جو ہر وقت خدام مسیح کو سنگسار کرنے اور راہ حق سے ہٹانے کے درپے رہے گی۔ اس جماعت مسیح موعود کو یہ ہدایت دی جائیگی۔ کہ قوم کے کھوٹے داموں اور کند ہتھیاروں کو لے کر دشمنوں کے مقابلہ میں تم کبھی کامیاب نہ ہو سکے (ولن تفلحوا اذًا ابدًا) ان مبلغین اور واعظین کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ قادیان کا چرچا دور دور از ممالک تک پہنچ جائے گا (وکذلک اعثرنا علیہم) منکران مسیح موعود اور مخالفان مہدی معہود ان واعظین و مبلغین کے تبلیغ کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنی چاہیں گے (فقال ابنوا علیہم بنیانًا) مگر جماعت احمدیہ قادیان اپنے اس ارادہ میں لنتخذن علیہم مسجدًا کامیاب ہو جائیگی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق خدام حضرت مسیح موعود اپنے سینوں کے اندر کاسر صلیب ورق دلائل کو لے کر کہف (قادیان) سے ازکی طعام کو خریدنے کے لئے المدینۃ یعنی بڑے شہر (لنڈن) میں جا کر اترے۔ اب خدا کے فضل سے وہاں مسجد احمدیہ تیار ہو گئی ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالک ۔ (کرم داد۔ دوالمیال)

بعض سوالوں کے جواب

سوال اوّل "الہام اُخطی و اصیب۔ جو خدا کی طرف سے ہے۔ لفظ اُخطی (یعنی میں خدا خطا کرتا ہوں) کے لغات عربی سے ایسے معنی دکھائیں جو خدا کی شان میں موافق ہوں۔ کسی عربی دان مسلمان یا فصحاء کے محاورات عربی ایسے دربارہ لفظ خطا جو متکلم نے خدا کے شان میں تحریر کئے ہوں ساتھ تحریر صحیح کے معہ حوالجات تحریر فرمادیں۔"

جواب یہ سوال کرنے سے پہلے اگر قرآن کریم اور احادیث پر غور کر لیا جاتا تو یہ سوال پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ ایسے الفاظ اکثر خدا تعالےٰ کے کلام میں آجاتے ہیں۔ جو اپنے صرف لغوی معنوں کے لحاظ سے خدا تعالےٰ کی شان کے شایاں نہیں ہوتے۔ بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ "اللّٰہ یستھزئ بھم۔ اب یہاں پر اگر لغوی معنے ہی (کہ اللہ نعوذ باللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔) کئے جائیں۔ تو درست نہ ہونگے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو حقیر سمجھتا ہے۔ پھر فرمایا ہے۔ فالیوم ننسٰھم کما نسوا لقاء یومھم ھٰذا (اعراف ع ۶) یہاں جو لفظ نسیان خدا تعالےٰ کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنے صرف لغات عربی وغیرہ سے ایسے ثابت نہیں ہو سکتے۔ جو خدا تعالےٰ کی شان کے مطابق ہوں۔ پھر صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع میں لکھا ہے۔ وما زال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا ... وما ترددت عن شیءٍ انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ مومن کا سمع۔ بصر۔ رجل وغیرہ بن جاتا ہے۔ اور مومن کی روح قبض کرتے وقت متردد بھی ہو جاتا ہے اب ان الفاظ کے لغوی معنے ہی اگر لئے جائیں۔ تو خدا تعالےٰ کی شان کے موافق نہیں۔ اور نہ محاورات فصحاء وغیرہ میں یہ الفاظ خدا تعالےٰ کی شان میں تحریر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم لغوی معنے کو ملحوظ رکھتے ہوئے استعارہ کے رنگ میں اس کے ایسے معنے کریں جو خدا تعالےٰ کی شان کے شایاں ہوں۔ پس بعینہ اسی طرح حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے الہام "اُخطی و اصیب" کے لغوی معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معنے ہونگے۔ کہ کبھی میں اپنی تقدیر یا ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ پر یہی تشریح فرمائی ہے +

سوال دوم "مرزا صاحب کا الہام دربارہ بھائی غلام قادر جو بوقت بیماری ہوا۔ یہ کہ غلام قادر پندرہ یوم کے اندر مرجائیگا۔ بعد میں وہ پندرہ سال زندہ رہے۔ کیا نبیوں کے الہام میں بوقت پورا ہونے اتنا فرق ہو جاتا ہے۔ اس کا بھی کسی حدیث یا قرآن سے حوالہ دیں۔"

جواب قرآن کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوم کے معنے ایک دن کے ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے وسیع معنے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک یوم ہزار سال کا بھی ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ وان یومًا عند ربک کالف سنۃ مما تعدون (حج ع ۶)۔ اور پھر یوم سے مراد ایک سال بھی ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویقولون متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صادقین۔ قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا تستقدمون (سباع ۴)۔ یعنی کفار مکہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں جو تم عذاب کا وعدہ دیتے ہو۔ وہ کب ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان سے کہہ دو۔ کہ عذاب کیلئے ایک یوم کی میعاد ہے۔ اب یہاں پر یوم سے مراد ایک سال ہے۔ کیونکہ یہ آیت سورہ مکی کی ہے۔ اور مکہ سے ہجرت کر جانے کے ایک سال بعد جنگ بدر ہوئی۔ پس ان کو وہ عذاب دیا گیا۔ جس کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور وہ جنگ بدر ہی کا عذاب ہے۔ جیسا کہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے۔ وقیل اراد یوم بدر لان ذالک الیوم عذابھم فی الدنیا۔ پس جب قرآن شریف سے ثابت ہو گیا۔ کہ خدا تعالےٰ کے کلام میں یوم سے مراد ایک سال بھی ہوتا ہے۔ تو پھر...

بے گناہ قیدی اور خون کے قطرے

قارئین کرام۔ یہاں سے دُور کابل کی پہاڑیوں کا ایک نظارہ پیش کرتا ہوں۔ شاید میری خامئ تحریر واقع کو کماحقہٗ بیان نہ کرسکے۔ لیکن نفس مضمون اپنی ذات میں ایک حقیقت ہے۔ اور اس اسپرٹ کی ترجمانی کررہا ہے۔ جو نبی مبعوث ہوکر اپنے خدام میں پیدا کر جاتا ہے۔ یہی وہ رُوح ہے۔ جس سے جماعتیں اور قومیں زندہ رہتی ہیں۔ اور اسی روح کا عدم کسی مقدس رہبر کی ضرورت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جب تک جماعت یہ سمجھ نہ لے۔ کہ ترقی اور قربانی دو لازم و ملزوم چیزیں ہیں تب تک حقیقی ترقی کی طرف قدم اٹھانا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے ؛

——— (۱) ———

دس بجے کا وقت ہوگا۔ چمکتا ہُوا سُورج کابل کے کوہ سفید سے ذرا ہی اونچا ہُوا تھا۔ کہ دو لڑکے جو دنیا کے رنج والم سے ناآشنا اپنے گاؤں میں بہت مسرور اُچھلتے کودتے اپنے سیبوں کے باغ میں۔ اپنے چشمے کے شفاف پانی کے کنارے آکر بیٹھ گئے۔ ان میں ایک تو اپنی چھوٹی سی موٹے حروف میں لکھی ہوئی کتاب اپنے بستے سے نکالکر پڑھنے لگ گیا۔ اور دوسرا مَست کی ترنگ میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پانی میں پھینکنے لگا دونوں کے چہروں سے وہ شگفتگی اور خوشی ٹپک رہی تھی جس کے حصول کے لئے انسان ساری عمر جدوجہد کرتا رہتا ہے مگر کسی ہی خوش قسمت کو حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت وہ دونوں اپنے باغ اور اپنے پانی کے مالک تھے۔ فضا کی بادشاہت میں دنیا کے عناصر کی کش مکش کا حظ اٹھا رہے تھے۔ اور اس شگفتہ گُل کی طرح جو خزاں کا خیال بھی نہیں لاتا۔ کھلے ہوئے تھے ؛

——— (۲) ———

یہ دونوں بچے احمدی اور سیدزادے ہیں۔ انکا گاؤں حکومتِ افغانستان میں ہے۔ ان میں سے چھوٹا تو قادیان سے گرمی کی رخصتوں کے دن گذارنے کے لیئے اپنے آبائی گاؤں میں آیا ہوا ہے۔ اور دوسرا اپنے ماں باپ کے پاس وہیں رہایش رکھتا ہے۔ ابھی ان کو بیٹھے ایک گھنٹہ بھی نہیں گذرا ہوگا۔ کہ انہیں گاؤں کی طرف سے بہت سے آدمیوں کے پاؤں کی آہٹ جو افغانی جوتیوں کی پتھروں کے ساتھ رگڑ کی وجہ سے پیدا ہورہی تھی۔ سُنائی دی۔ پیچھے کی طرف جو دیکھا۔ تو کابل کی سرکار کے چند سپاہی۔ گاؤں کا نمبردار اور چند اِدھر اُدھر کے آدمی ان کی طرف آرہے تھے۔

چھوٹا۔ یہ کون ہیں ؟

بڑا۔ سپاہی معلوم ہوتے ہیں ؛

ابھی اتنی ہی گفتگو ہوئی تھی کہ سپاہی ان تک پہنچ گئے۔ اور ایک سپاہی نے بڑے لڑکے سے وزنی آواز میں کہا :-

سپاہی۔ تمہارا والد کہاں ہے۔

بڑا لڑکا۔ حضور! وہ تو کابل شہر کسی کام کے لئے گیا ہوا ہے۔

سپاہی۔ گورنر علاقہ کا حکم ہے کہ اسے گرفتار کیا جائے۔ اور چھاؤنی جیل میں پہنچایا جائے۔ کیونکہ وہ قادیانی ہے۔

بڑا لڑکا۔ حضور وہ تو گیا ہُوا ہے۔

سپاہی۔ پھر اس کی جگہ تم چلو۔ اٹھو۔ جلدی کرو۔ جب تک وہ نہیں آئے گا۔ تم کو قید رکھا جائے گا۔ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آہ! دونوں کے چہروں کی شگفتگی زردی سے بدل گئی اور ان کا یہ گمان کہ صیاد کی نظر کلیوں پر نہیں ہوتی۔ غلط نکلا۔ اب ان کے چہروں کی افسردگی کہہ رہی تھی۔

گل و گلچیں کا گلہ اے بلبل ناشاد نہ کر
تو گرفتار ہوئی۔ اپنی صدا کے باعث

——— (۳) ———

دونوں بھائی سپاہیوں کے ساتھ گاؤں کی طرف چل پڑے ان کے خاموشی میں تالیاں بجانے والے ہاتھ خوف وہراس سے کانپ رہے تھے۔ اور خوشی سے اُچھلنے کودنے والی ٹانگوں کو ایک قدم اُٹھانا محال تھا۔ بحرِ قلب کے تلاطم خیز طوفان نے چھوٹے کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا دئے۔ اور اس نے بڑے کی طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھ کر کہا:۔ "کاش! میں اپنے وطن (قادیان) سے نہ آتا" جو دراصل ان الفاظ کا بدل تھا کہ "قادیان کی خزاں بھی باقی دنیا کی بہار سے اچھی ہے"۔ لیکن بڑے لڑکے کے پاس اس شکایت کا اس کے سوا اور کیا جواب تھا ؎

قفس میں اے ہمصفیر۔ اگلی شکایتوں کی حکایتیں کیا
خزاں کا دورہ ہے گلستان میں نہ تو رہیگا نہ ہم رہینگے

لیکن گاؤں کے سردار نے سپاہیوں سے یہ کہکر کہ "چھوٹا بیچارہ تو مُسافر ہے" اس سے رہائی دلوا دی۔ لیکن بڑے کو سپاہیوں نے اس کے باپ کی بجائے ساتھ لے لیا

——— (۴) ———

گاؤں کے باہر ایک بڑے چنار کے نیچے چار پانچ سپاہی رائفلیں لئے کھڑے ہیں۔ ان کے سامنے دس بارہ احمدی نوجوان اور بوڑھے ایستادہ ہیں۔ قریبًا ہر ایک کے گلے میں قرآن ہے۔ اور چہروں پر اس امانت کا نشان۔ جو سینہ کے نہاں پردوں میں پوشیدہ ہے۔ ہونٹ خزاں دیدہ درخت کے پتوں کی طرح ہل رہے ہیں۔ اور غالبًا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا کا ورد ان کی زبانوں پر ہے۔ حکم ہوا "چلو" آگے آگے ہمارے ہیرو ہیں۔ پیچھے پیچھے رائفلوں والے سپاہی۔

کوٹھوں کی چھتوں پر سے احمدی بہنیں اپنے بھائیوں کو۔ مائیں اپنے بیٹوں کو۔ بیویاں اپنے خاوندوں کو دیکھ رہی ہیں۔ سب کی آنکھیں پُرنم ہیں۔ اور دل بارگاہ الٰہی میں جھکے ہوئے ہیں گویا کہہ رہی ہیں :- ؎

بچھڑے ہوئے ملینگے پھر۔ اللہ نے گر ملا دیا

——— (۵) ———

آہ! مسیح موعود کی بھولی بھالی بھیڑیں آگے آگے جارہی ہیں۔ اور کابل کے جنگلوں کے خونخوار بھیڑیئے رائفلوں سے مسلح پیچھے۔ چھاؤنی اور گاؤں کا درمیانی سفر لمبا ہے۔ مگر کمزوروں کو اجازت نہیں۔ کہ اگر وہ تھک گئے ہوں۔ تو ذرا بیٹھکر ستا لیں۔ پیاسوں کو حکم نہیں۔ کہ خدا کے بافراط شفاف پانی سے اپنے خشک ہونٹوں کو تر کریں۔ بوڑھے کمزور بھائی گاؤں اور چھاؤنی کے درمیانی صحرا کو تھکی ہوئی ٹانگوں سے ناپ رہے ہیں۔

راہ چلتے مُسافر سوال کرتے ہیں۔ "یہ قیدی کون ہیں! اور کیوں قید کئے گئے ہیں۔ سپاہی جواب دیتے ہیں:۔ "یہ قادیانی بے دین ہیں"۔ لیکن اُن قیدیوں کے چہروں کی سعادت پیشانی پر نمازوں کا نشان۔ گلے میں اللہ کا قرآن کہہ رہے ہیں کہ ان کا جرم یہی اور صرف یہی ہے۔ کہ انہوں نے خدا کی آواز پر لبیک کہا۔ وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض۔ خدا کے نبی کے آگے سر جُھکا دیا۔ اور پاک قرآن کو سینہ سے لگا لیا صرف اسی جرم کی وجہ سے عزیزوں سے جُدا کئے گئے۔ جیل کی تنگ تاریک کوٹھڑیوں میں بھوکے اور پیاسے ڈالے گئے۔ پتھروں کی بوچھاڑ کے سامنے جبین نیاز کو آگے کر دیا۔

——— (۶) ———

چھاؤنی آگئی۔ منزل ختم ہوئی۔ جیل کا دروازہ کھلا۔ اور ان مؤمنوں کو اندر کر دیا گیا۔ اپنے قرآن انہوں نے مختلف میخوں پر ٹانگ دیئے۔ اور اپنے اللہ کی زمین پر بیٹھ گئے۔ نصف گھنٹہ کے قریب آرام کیا۔ پھر مؤذن نے اذان دی۔ سب نے وضو کیا اور تکبیر کی آواز کے ساتھ قطار میں کھڑے ہو گئے۔ اب سجدہ میں ہیں۔ اور اس پیارے سے راز و نیاز ہے۔ جس کے لیئے اپنے جسم کا ذرہ ذرہ قربان کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ سلام پھیرا۔ نماز ختم ہوئی۔ چہرے بشاش تھے۔ اور اس آیت کی ترجمانی کر رہے تھے :- وھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین۔

اتنے میں سپاہی آیا۔ اور کہا "کل گورنر صاحب تشریف لائینگے شام ہو گئی۔ تو دو بہنیں گاؤں سے سب بھائیوں کے لئے کھانا پکا کر لائیں (کابل کے جیل خانوں میں ملزم کو اپنے گھر سے روٹی

منگوانی پڑتی ہے۔ اب انہوں نے روٹی کھائی۔ بہنوں کو واپس کیا۔ اور نماز پڑھکر لیٹ گئے ؛

———(۸)———

رات ختم ہوئی۔ صبح کا سہانا وقت ہے۔ پہاڑی پرندے چہچہا رہے ہیں۔ بادِ نسیم چل رہی ہے۔ اور پہاڑیوں کے پیچھے سے آفتاب چمکنے کے لئے نکل رہا ہے۔ سپاہی گورنر کا رستہ دیکھ رہے ہیں۔ اور ہمارے بھائی کسی درد بھری یاد میں محو ہیں۔

ایک سپاہی:۔ وہ غبار نظر آرہا ہے۔ گورنر صاحب آگئے۔

سب سپاہی تیار کھڑے ہو گئے۔ جیل کے دروازہ والا سنتری باقاعدگی سے رائفل کے ساتھ ٹہلنے لگ گیا۔ گورنر صاحب اور قاضی صاحب گھوڑوں سے اُترے۔ سلامی ہوئی۔

گورنر صاحب۔ جلدی دربار لگایا جائے۔ کام زیادہ ہے اور وقت تھوڑا۔

سپاہی۔ بہت اچھا حضور۔ چلو سب قادیانی پیش ہو جاؤ۔ جیل کا دروازہ کھول دیا۔ اب سب احباب آگے بڑھے۔

گورنر۔ تم نصف قرآن مانتے ہو۔ اور نصف ماہ کے روزے رکھتے ہو۔ (وغیرہ)

ایک بوڑھا احمدی آگے بڑھا اور عرض کی۔

احمدی:۔ حضور! ہم سارا قرآن مانتے ہیں۔ اور پورے روزے رکھتے ہیں (اپنے گلے سے قرآن اتار کر) حضور یہ ہمارا قرآن ہے۔ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔ اور ہم اس کلام پاک کے کسی حصہ کو ناسخ اور منسوخ نہیں سمجھتے ؛

گورنر نے قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

گورنر:۔ قاضی صاحب یہ لوگ بڑے مفسد ہیں۔ شریعت کے رُو سے انہیں کیا سزا ملنی چاہیئے ؛

قاضی صاحب ذرا کھانسے۔ اور پھر فرمانے لگے۔

قاضی۔ ان کو کوئی عبرت ناک سزا ملنی چاہیئے۔ تا یہ لوگ یا تو اپنے عقائد چھوڑ دیں یا ملک بدر ہو جائیں۔ میرے خیال میں ان کو چالیس چالیس کوڑے لگائے جائیں ؛

گورنر:۔ (اچھا ان کو ہمارے سامنے سزا دی جائے) اتنے میں چمڑے کا ایک کوڑا لئے ہوئے ایک سپاہی آگے بڑھا ؛

———(۸)———

آہ! ظالم کوڑا۔ جو زانی اور ڈاکو کی سزا تھا۔ ہوا میں گونجتا ہوا ایک مومن کی کمر کا چمڑا اُدھیڑ رہا ہے۔ ہر ضرب پر بجائے بے صبری کے کلمات کے ربنا افرغ علینا صبراً کی صدا آرہی ہے۔ لیکن افسوس! گورنر اور قاضی کی ظالم آنکھیں اس خونی منظر کو دیکھ رہی ہیں۔ مگر ان کے دل میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی۔ کوئی نہیں کہتا۔ یہ خدا کے نیک بندے ہیں۔ انہیں اگر مارنا ہی ہے، تو آہستہ مارو۔ جلاد سپاہی کا جابر ہاتھ اسی روانی سے پڑ رہا ہے جس طرح شروع ہوا تھا۔ خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ اور لہو کا ایک ایک قطرہ برملا کہہ رہا ہے ؎

جان دی۔ دی ہوئی اُسی کی تھی

حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہوا

———(۹)———

ایک بھائی پیٹھ پر سے قمیص اُٹھائے کوڑے کھا رہا ہے اور دوسرے بھائیوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ خدا اور اس کے فرشتے دیکھ رہے ہیں۔ اور کلام پاک کہہ رہی ہے۔ قد افلح المؤمنون (مومن ہی کامیاب ہونگے)

اے مسیحا کی رُوح! تجھے مبارک ہو۔ تیری قدسی طاقت نے جو رُوح ہم میں پھونکی۔ وہ دُنیا کی کوئی طاقت نہیں نکال سکتی۔ اور عدم تشدد اور وفاداری کا جو سبق تو نے ہمیں پڑھایا۔ وہ دُنیا کا کوئی لیڈر نہیں سکھا سکتا۔ دُنیا کہتی تھی۔ کہ "اسلام تلوار سے پھیلا" لیکن اب رُوس اور کابل کی سنگلاخ زمین دنیا کی تاریخ میں جلی قلم سے لکھیگی۔ کہ اسلام امن کا محافظ۔ صلح اور آشتی کا معلم۔ اور وحشیوں کو انسان اور پھر باخدا انسان بنانے کا واحد ذریعہ ہے۔

———(۱۰)———

جوانوں اور بوڑھوں کو جب سزا مل چکی۔ تو اب اس لڑکے کی باری آئی۔ جو ظلم کی دیوی کے سامنے قربان ہونے کے لئے اپنے باپ کی جگہ بھرتی ہوا تھا۔ آگے بڑھا۔ کوڑا جلاد کے ہاتھ میں گورنر کے حکم کا انتظار کر رہا تھا۔ اس معنی خیز سین پر ناظرین کانپ اُٹھے۔ اور سینکڑوں کے مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ سادگی اور دلیری نے اس بچے کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ فرشتوں نے آغوش محبت میں لے لیا۔ اہل دربار دانتوں کے نیچے انگلیاں دبائے ہوئے تھے۔ ایک ننھی سی جان اور سرفروشی کی آرزو۔ اہل بصیرت کے دلوں میں ہلچل مچا رہی تھی۔ قریب کا مستقبل گورنر کو بتا رہا تھا۔ کہ اے صیاد جن کلیوں کو تو زخمی کر رہا ہے۔ یہ پھول بنیں گے اور تمہاری نسلیں ان کی خوشبو سے مہک اٹھیں گی۔ وہ خون کے قطرے جنہیں تم سمجھتے ہو کہ پتھروں پر پڑ کر سوکھ جائینگے۔ وہی چھینٹے بیج ہیں۔ جو ایک ہرا بھرا چمن بنائیں گے ؛

گورنر نے حکم دیا۔ اس لڑکے کو چھوڑ دیا جائے یہ چھوٹا ہے۔ اب رہائی کا حکم ہو چکا تھا۔ مجاہدوں نے واپس گاؤں کی طرف جانے کی اجازت چاہی۔ گورنر نے اجازت دیدی۔ وہ گھروں کو لوٹے۔ درد سے کراہ رہے تھے۔ لیکن ؎

ایں بقا ہا از فنا ہا یافتی ؛ از فنا۔ پس رُو چرا بر تافتی

کا سبق انہیں یاد تھا۔ وہ گرتے پڑتے اپنے عزیزوں سے آملے۔ اور دربار کی سختیوں کو سوچنے کے لئے چھوڑ آئے۔ آہ! کیسے مبارک ہیں وہ لوگ جنھوں نے خدا سے اتنے بڑے منافع کا سودا کیا۔ اس فنا ہونیوالی جان کو خدا کی رضا پر نثار کر کے ابدالآباد زندگی کو خرید لیا ؛

(خاکسار بشیر۔ امرتسری)

آریہ سماج سے میرٹھ اور دہلی میں مباحثے

۳۰ر جنوری کو یہ عاجز ہمراہی مولوی عمر الدین صاحب شملوی سلسلہ کے ایک کام کے لئے میرٹھ گیا۔ وہاں آریہ سماج کا جلسہ تھا جس میں دو گھنٹے مناظرہ کے لئے وقت دیا گیا تھا۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب موصوف مناظر تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت رام چندر جی دہلوی۔ مضمون زیر بحث "کامل الہام کی شرائط" تھا مولوی صاحب نے کامل الہام کے شرائط کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا۔ پنڈت جی نے اپنی تقریروں میں اس بات پر زور دیا۔ کہ کامل الہام وہی ہو سکتا ہے۔ جو ابتدائے عالم میں ہو۔ مولوی صاحب نے جواب میں کئی پہلو سے اس کی تردید کی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کامل الہام وہی ہو سکتا ہے۔ جو دعویٰ۔ دلیل اور مثال اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ اگر کوئی کلام دعویٰ اور دلیل رکھتا ہو۔ لیکن مثال پیش نہ کرے۔ تو وہ بھی کامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بغیر مثال کے کلام ناقص ہوتا ہے۔ اب اگر ابتدائے عالم میں کامل الہام کا آنا مانا جائے۔ تو وہ مثال پیش کرنے سے قاصر ہوگا۔ کیونکہ مثال تو کوئی موجود ہی نہیں۔ لہٰذا ناقص ہوا۔ مناظرہ نہایت دلچسپ تھا۔ اور پبلک نے نہایت توجہ اور اطمینان سے سُنا ؛

یکم فروری کو آریہ سماج شہر دہلی کے سالانہ جلسہ پر اس عاجز کا مناظرہ "حدوث رُوح و مادہ" پر ۶½ بجے سے ۸ بجے شب تک ہوا۔ رُوح کا اپنی صفات کو چھوڑ دینا اور رُوح کی تقسیم جو کیچوے میں مشاہدہ ہو سکتی ہے۔ رُوح کے حدوث پر بیّن دلیل ہے۔ اور درحقیقت آریہ سماج کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اس عاجز کے بعد ماسٹر احسان صاحب کا مناظرہ اس مضمون پر تھا کہ "کیا سوامی دیانند جی رشی تھے"۔ ماسٹر صاحب نے سوامی جی کا رشی ہونے سے انکار پیش کیا۔ جس پر کہا گیا۔ کہ یہ انکساری کی وجہ سے تھا۔ ماسٹر صاحب نے جواب میں فرمایا کہ انکساری کی بھی حد ہونی چاہیئے۔ اگر ایک مجمع میں سوامی جی بیٹھے ہوں۔ اور ایک سائل سوال کرے۔ کہ سوامی جی! کیا آپ رشی ہیں۔ جواب میں سوامی جی سر ہلا دیں۔ کہ نہیں صاحب میں رشی نہیں۔ اور آپ پاس کھڑے ہوئے چلائے جائیں کہ نہیں صاحب نہیں یہ انکساری سے کہہ رہے ہیں۔ رشی ضرور ہیں۔ اور جب سوامی جی سے پوچھا جائے۔ تو وہ برابر انکار پر تلے رہیں۔ تو آخر اس انکساری کا کیا حشر ہوگا؟ پنڈت جی نے اس کا کوئی معقول جواب نہ دیا۔

ایک اور مناظرہ ۲ر فروری کو آریہ سماج تیمار پور کے جلسہ سالانہ پر ہوا مضمون زیر بحث "حدوث رُوح و مادہ تھا"۔ ہماری طرف سے مناظر حافظ عبدالسلام صاحب شملوی تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مناظرہ نہایت عمدگی کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین۔ خاکسار [illegible] دہلی ؛

سن رائز کے متعلق گذارش

تمام احباب کو یاد ہے۔ کہ سن رائز کامیابی سے تبھی چل سکتا ہے۔ کہ اس کی خریداری کم ازکم پانچ ہزار ہو جائے۔ جب تک یہ تعداد مستقل طور پر نہ مل جائے۔ اس کا وجود معرض خطر میں ہے ابھی دسواں حصہ بھی پورے طور پر نہیں ملا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ دیگر مسلمانوں میں اس کے لئے کوشش نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی عیسائیوں میں۔ حالانکہ اس اخبار کو ان لوگوں کی خاطر خاص طور سے جاری کیا گیا ہے۔ عام مسلمانوں کو اس لئے کہ ان کو اپنے مذہب کی کما حقہٗ آگاہی حاصل ہو جائے۔ اور وہ اس قابل ہو سکیں۔ کہ غیر مذاہب کا نہ صرف مقابلہ کر سکیں۔ بلکہ اسلامی تبلیغ کو اپنے طور پر جاری کر سکیں۔ اور عیسائیوں میں اس لئے کہ اول تو اسلام کے متعلق ان میں جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور ہوں۔ اور ان کو علم ہو جائے۔ کہ اسلامی سورج کی روشنی میں عیسائیت محض ایک ٹمٹماتا چراغ ہے۔ اور ساتھ ہی ان کو یہ علم ہو جائے کہ ان کو کس اسلام سے مقابلہ ہے۔ جب تک مقابل و مخالف کی طاقت کا اندازہ نہ ہو جائے۔ اس وقت تک دشمن بھی غلط فہمی میں رہتا ہے۔ اگر اس کو اسلامی طاقت کا علم ہو جائے۔ تو وہ یونہی منہ نہیں آسکتا۔ اس لئے حملہ کرنے سے پیشتر وہ پس و پیش کو خوب سوچ لیتا ہے۔ ہمارا اصل مقابلہ عیسائیت سے ہے۔ جو مغربی ممالک میں علم و طاقت ہر دو کی آڑ میں نکلی ہے۔ جب تک ہمارے غیر احمدی دوست طیار نہ ہو جائیں۔ ہمیں دشمن کے مقابلہ کے وقت ہر وقت یہی خدشہ رہتا ہے۔ کہ کہیں پیچھے سے حملہ آور نہ ہوں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان کو سچے اسلام کا علم ہو۔ اور وہ سچے اسلامی ہتھیاروں سے مسلح ہو جائیں۔ تاکہ ہمیں دشمن اسلام سے مقابلہ کرتے وقت گھر کا خطرہ نہ رہے۔ اس لئے اپنے دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ غیر احمدی دوستوں میں اس کی اشاعت کریں۔ ان کو خریدار بنائیں۔ صرف ایک دو دس سو خریدار اپنی گرہ سے دے کر خاموش نہ ہو جائیں۔ یہ تو صرف ابتدائی بات ہے۔ آپ کو خیال رہے۔ کہ کم ازکم پانچ ہزار غیر احمدی خریدار مہیا کرنا ہے۔ ابھی تک کام اللہ توکل ہو رہا ہے۔ بظاہر بے سروسامانی ہے۔ لیکن ہمیں ناامیدی نہیں۔ دین کے تمام کام ابتداء میں ظاہراً بے سروسامانی میں ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی نصرت ساتھ ہوتی ہے۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے۔ اخبار کی صورت بھی اچھی آہستہ آہستہ ہی ہو سکے گی۔ ہمیں اپنی بے مائگی کا احساس ہے۔ لیکن خدا کے رحم و فضل پر پورا بھروسہ ہے۔

وھو الناصر

(خاکسار محمد دین ایڈیٹر سن رائز)

ہندوستان کے کارخانوں کی سالانہ رپورٹ

(از محکمہ اطلاعات۔ پنجاب)

۱۹۲۵ء میں ہندوستانی کارخانوں کے ایکٹ کے نفاذ کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ کہ سال مذکور کے دوران میں کارخانوں کی تعداد ۶۴۰۶ سے ۶۹۲۶ تک پہنچ گئی۔ اور یہ اضافہ ہر بڑے صوبہ میں رونما ہوا۔ روئی اوٹنے کے کارخانوں میں ۲۴۶ کا اضافہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ چاول کے کارخانوں اور مطابع کی تعداد میں بھی معتدبہ اضافہ ہوا۔ کارخانوں میں کاریگروں اور مزدوروں کی تعداد بدستور روبہ ترقی رہی۔ جہاں ۱۹۲۴ء میں ان کی تعداد ۱۴۵۵۵۹۲ تھی۔ وہاں ۱۹۲۵ء میں یہ تعداد ۱۴۹۴۹۵۸ تک پہنچ گئی۔ گویا ان میں انتالیس ہزار سے زیادہ کی زیادتی ہوئی۔ زنانہ مزدوروں کی تعداد بھی سال مذکور کے دوران میں بڑھتی رہی۔ ۱۹۲۴ء میں ۲۳۵۳۳۲ عورتوں کے بالمقابل ۲۴۷۵۱۴ عورتیں کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ مزدور بچوں کی تعداد میں مزید تخفیف ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں ۷۲۵۳۱ بچے کارخانوں میں ملازم تھے۔ ۱۹۲۵ء میں ان کی تعداد گھٹ کر ۶۸۷۲۵ تک رہ گئی۔

رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک سو کارخانوں میں ۲۷ کارخانے ایسے ہیں۔ جہاں مزدوروں سے فی ہفتہ ۴۸ گھنٹے کام لیا جاتا ہے۔ اور ۳۹ فی صدی کارخانوں میں فی ہفتہ ۵۴ یا اس سے کم گھنٹے کام لیتے ہیں۔ ۴۸ گھنٹے فی ہفتہ سے زیادہ کام لینے والے کارخانے ۶۱ فی صدی ہیں۔ زنانہ مزدوروں کے اوقات کارکردگی کے متعلق کارخانوں کا فی صدی تناسب بالترتیب ۳۲-۱۱ اور ۵۷ ہے۔ یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ ایسے کارخانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ جن میں مزدوروں سے اتنا ہی کام لیا جاتا ہے۔ جس کی روزانہ انتہائی میعاد ایکٹ کارخانجات ہند میں مقرر کر دی گئی ہے۔

مزدوروں کو حادثات کی بناء پر معاوضہ

۱۹۲۴ء سے پہلے ہندوستان بھر کے کارخانوں میں حادثوں کی تعداد موصول شدہ رپورٹوں کے مطابق سات ہزار سالانہ کے قریب تھی۔ ۱۹۲۴ء میں یہ تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی۔ اور ۱۹۲۵ء میں ۱۲۶۴۵ تک پہنچ گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس اضافہ کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں چھوٹے چھوٹے حادثوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ اور چیف انسپکٹر کارخانجات کی رپورٹ میں اس امر کی بھی توجیہہ کی گئی ہے۔ کہ اب حادثوں کی رپورٹیں باقاعدہ بھیجی جاتی ہیں۔ لہذا حادثوں کی تعداد میں بظاہر اضافہ نظر آتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں مزدوروں کے معاوضہ کا جو قانون پاس ہوا تھا۔ اس کا بہت خوشگوار اثر ہوا۔ اس قانون کی رو سے کاریگروں کا اس بات میں فائدہ ہے۔ کہ وہ حادثوں کو نظر انداز نہ ہونے دیں۔ علاوہ ازیں جن مالکان کارخانجات نے رقوم معاوضہ کے متعلق بیمہ کرا لیا ہو۔ وہ اپنی بیمہ کمپنیوں اور فیکٹری انسپکٹر کو ایسے حادثوں کی بھی اطلاع دے دیتے ہیں۔ جنہیں وہ پہلے نظر انداز کئے جانے کے لائق سمجھتے تھے۔ سال مذکور کے دوران میں مہلک حادثوں کی تعداد ۲۸۴ سے گھٹ کر ۲۶۳ رہ گئی ہے گورنمنٹ آف انڈیا اس امر کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ حادثوں کا تدارک زیادہ حد تک مالکوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا یقین ہے۔ کہ اگر حفاظتی تدابیر کی طرف زیادہ احتیاط کی جائے تو اس سے حادثوں میں نمایاں تخفیف ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں ایک صوبجاتی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ متعلقہ صوبہ میں خطرناک مشینوں کو اناڑی آدمیوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ یہ دستور یا تو غیر معمولی جہالت کا مظہر ہے۔ یا اس امر کا ثبوت کہ کاریگروں کو جن خطرات کا سامنا رہتا ہے۔ ان کی ذرا پروا نہیں کی جاتی۔ گورنمنٹ ہند یقین کرتی ہے۔ کہ جو مالک ایسے کاریگروں اور مزدوروں کی حفاظت کے متعلق ہر قسم کی معقول تدابیر اختیار کرنے سے قاصر رہیں گے۔ ان کے خلاف سخت گیر کارروائی اختیار کی جائے گی۔

موزوں کارخانوں کی تعمیر کا سوال

ایک سے زیادہ صوبجاتی رپورٹوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ مہلک حادثوں کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے۔ کہ کارخانے موزوں طرز کے نہیں بنائے جاتے۔ کارخانوں کی تعمیر کے سوال پر گورنمنٹ آف انڈیا نے مقامی حکومتوں سے اس امر پر استصواب رائے کیا ہے۔ کہ کیا اس مطلب کے لئے صوبہ میں قانون مرتب کرنا ممکن نہ ہوگا۔ قانون کارخانجات کی خلاف ورزی کے متعلق سال مذکور میں ۹۹۸ مقدمات چلائے گئے۔ جن میں ۱۲۷۱ اشخاص مجرم ثابت ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں قانون مذکور کی خلاف ورزی کے مجرموں کی تعداد ۲۲۳ تھی۔ اس اضافہ سے ظاہر ہے۔ کہ قانون کارخانجات کے احکام پر عمل درآمد کرانے کے لئے بیش از بیش سختی سے کام لیا جاتا رہا ہے۔ سال مذکور میں قانون مذکور کے نفاذ کا سب سے اطمینان بخش پہلو یہ ہے۔ کہ جن کارخانوں کا معائنہ کیا گیا۔ ان کی تعداد سالہائے ماسبق سے بہت زیادہ تھی۔ صرف ۱۴ کارخانوں کا معائنہ نہ ہو سکا۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ کارخانوں میں زنانہ ملازموں کی تعداد روبہ ترقی ہونے کی وجہ سے بعض صوبوں میں زنانہ انسپکٹر ملازم رکھنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس وقت تک صرف ایک زنانہ انسپکٹر مقرر کیا گیا ہے۔

اقتباسات

کسی اسلامی فرقہ کے عقائد سے تعرض نہیں کرنا چاہیئے

"ہماری درخواست ایک اور صرف ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمان متحد ہو جائیں۔ تشتت و تفرق کو دور کر دیں۔ اپنے تمام قومی کاموں میں اجتماعی عملی نظم و انضباط پیدا کریں۔ وہ جس طرح نماز میں صف آرا ہو کر ایک نعرہ تکبیر پر قیام و رکوع اور سجود و قعود کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنے تمام قومی کاموں میں کلمہ حق پر وحدت عملی کے پیکر بن جائیں۔ سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ ہم کسی اسلامی فرقے کے ذاتی خیالات و عقائد سے تعرض نہیں کرنا چاہتے ہر شخص جس طرح چاہے عمل کرے۔ جس طرح چاہے عقیدہ قائم رکھے۔ لیکن یہ چیز اصولی اشتراک سے نہیں روکتی۔ ہر فرقہ اپنے داخلی معاملات میں آزاد رہ کر خارجی و حفاظتی معاملات میں تعاون و تناصر پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ ہم جو سیاسی اور وطنی مقاصد کے لئے چھ سال سے ہندوستان کے غیر مسلموں سے اتحاد کو ضروری قرار دے رہے ہیں۔ اور ان کی طرف مخلصانہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ کیا خود اپنے مختلف فرقوں کو بدرجہ اقل ایسے ہی طریق عمل کی دعوت نہیں دے سکتے؟ تمام ذمہ دار اور ذی اثر مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اہم مقصد کو سامنے رکھ کر میدان عمل میں آئیں مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق وقت کی سب سے بڑی اور ضروری شے ہے۔ اسی پر ملت اسلامیہ کی حیات و بقا کا انحصار ہے۔ اسی ذریعہ سے مسلمان خطرات و مہالک سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اسی وسیلہ سے فرزندان توحید کے سیاسی اور مذہبی حقوق و فرائض کے تحفظ و بجا آوری کی صورت نکل سکتی ہے۔" (زمیندار ۸ر فروری)

ہندوستان کے قدیم باشندوں سے آریوں کا سلوک

یہ حال میں ممالک متحدہ کی آدی ہندو کانفرنس کا جو اجلاس ۳ و ۴ر فروری ۱۹۳۷ء کو دار الصدر الہ آباد میں منعقد ہوا۔ اس کے لائق صدر بابو رام چرن ملاح بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ممبر کونسل صوبہ نے اپنے خطبہ صدارت میں پست اقوام کے حقوق کی وکالت کرتے ہوئے ان مظالم کو یاد دلایا ہے۔ جو آریہ حملہ آوروں کی طرف سے اس ملک کے قدیم باشندوں پر توڑے گئے۔ اور جن کا سلسلہ باوجود ہزارہا سال گذر جانے کے اس وقت تک قائم ہے۔ صدر کانفرنس نے اس امر کو یاد دلاتے ہوئے کہ "ہمارا تمام لٹریچر تباہ کر دیا گیا"۔ رگ وید کے شلوکوں کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے دو متحارب قومیں "آریا" اور "داسیو" یا "داسا" کی اس ملک میں موجودگی ثابت ہوتی ہے۔ "آریا" کے معنے "نیک شخص" کے اور "داسیو" یا "داسا" کے معنے "چور۔ لٹیرے۔ بدمعاش" کے ہیں۔ حالانکہ "ایک پوری قوم کا نیک اور دوسری کا چور و بدمعاش ہونا تعجب انگیز ہے"۔ اس کے بعد صدر موصوف نے ظاہر کیا۔ کہ "یہ سب سیاسی چالیں تھیں۔ خواہ ان کو کچھ بھی مذہبی رنگ دیا جائے"۔ قدیم باشندوں میں سے جن لوگوں نے فاتحین کی اطاعت قبول کر لی۔ ان کو شودر یا غلام کا لقب دے کر خدمتگذاری پر لگا دیا گیا۔ اور جنہوں نے اپنی آزادی کو عزیز رکھا اور بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لی۔ ان کو اس سے بھی بدتر لقب دیکر اچھوت بنا دیا گیا۔ یہ لوگ اس وقت تک بھی موجود اور بھیل۔ ٹوڈا۔ ناگا۔ سانی وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں"

قابل صدر نے اپنے پست اقوام کے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ کہ "جب وید کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک دویجوں (اونچی ذات والوں) کی طرف سے ہم پر ظلم و ستم کا تبر بامان ہوتا رہا ہے۔ تو اب کیا تمہیں توقع ہے۔ کہ تم ان کے شریک رہ کر کوئی سیاسی حقوق حاصل کر سکو گے۔ میرا خیال ہے۔ تم کبھی حاصل نہ کر سکو گے۔ واجبی طریقہ صرف ایک ہے۔ اور وہ حقوق کے بٹوارہ کا ہے۔ کیونکہ اگر ہم شرکت میں اچھی طرح نہیں رہ سکتے۔ تو ہمیں دھرم شاستر کے بموجب بٹوارہ کر لینا چاہیئے۔ ہم اپنے سے "اونچے" لوگوں کے لئے ذلیل ترین خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مگر ان کا دل اب تک نہیں پسیجا۔ ہم گورنمنٹ سے عرض کرتے ہیں۔ کہ .... ہمارے حقوق ہم کو نہیں مل سکتے۔ اور ہم آریوں کی غلامی سے نجات نہیں پا سکتے۔ جب تک ہماری جماعت کو جداگانہ فرقہ وار نیابت ہماری آبادی کے متناسب ہم کو نہ ملے گی"۔ (ہمدم ۱۰ر فروری)

ہندوؤں میں باہمی محبت کا جذبہ مفقود ہے

"ہندوؤں میں اگر باہمی پریم اور محبت کا جذبہ مفقود نہ ہو گیا ہوتا۔ تو راجہ جے پال والئے پنجاب کو محمود غزنوی کبھی نیچا نہ دکھا سکتا۔ اور غزنی اور غور سے محمد غوری پرتھی راج چوہان کو شکست نہ دے سکتا۔ ہم نے کیوں ہی بھول نہیں کی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک گھور پاپ یہ کیا۔ کہ ہم نے اپنے ہی چھ سات کروڑ بھائیوں کو اچھوت قرار دے دیا۔ جن سڑکوں پر گتے اور بلیاں آزادی سے چل سکتے ہیں۔ ان پر رام اور کرشن کے نام لیوا نہیں چل سکتے۔ ان کے چلنے سے سڑک ناپاک ہو جاتی ہے۔ وائیکوم کا ستیہ آگرہ اس بات کا بھاری ثبوت ہے۔ مدراس کے برہمن۔ نان برہمن یا ایک اچھوت کے درشن مات اور سایہ پڑ جانے سے بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔ اس ظلم اور ستم کا جو ہم نے اپنے ہی بھائیوں پر روا رکھا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ مدراس وانیہ پرانتوں میں لاکھوں ہمارے بھائی

ہندو دھرم کو الوداع کہہ کر عیسائی اور مسلمان ہو گئے"۔ (آریہ گزٹ ۱۰ر فروری)

باپ بیٹے کا جھگڑا

"جس طرح کشمیر کے مسلمان جن میں سید۔ مغل۔ پٹھان۔ شیخ سبھی قسم کی قومیں موجود ہیں۔ کشمیری قوم کہلاتے ہیں۔ اسی طرح دہلی مراد آباد اور یو۔پی کے بعض دیگر مقامات میں جو پنجابی برسوں سے آباد چلے آتے ہیں۔ ان کو وہاں پنجابی قوم کہتے ہیں۔ پنجابی مسلمانوں کی قوم اپنے کاروبار تول اور مذہبی عقائد کی پابندی کی وجہ سے یو۔پی میں معزز سمجھی جاتی ہے۔ اسی قوم کے ایک نامور رئیس نے اپنے حقیقی بیٹے اور اپنے حقیقی چچا اور دو اور قریبی عزیزوں پر جعل سازی کا مقدمہ دائر کیا۔ مدعا علیہم کی طرف سے سر علی امام پیروکار تھے۔ لیکن سشن جج نے پھر بھی باپ کے مقابلہ میں بیٹے کو چار برس قید یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ۔ چچا کو چار برس قید ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور باقی دو عزیزوں کو دو دو برس کی قید اور پانچ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم سنا دیا۔ اس فیصلہ نے مراد آباد میں ایک تہلکہ پیدا کر دیا ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ جو بات دنیا کے لئے قابل حیرت ہے وہ یہ ہے۔ کہ باپ نے بیٹے، چچا اور دو عزیزوں کو جیل خانہ بھجوا کر دوستوں کو ضیافتیں دیں۔ فقیروں کو نیازیں دیں۔ اور خوشی و کامیابی کا ہر ممکن ذریعہ سے اظہار کیا۔ کیا یہ واقعات دنیا کے لئے عبرت و بصیرت کا سبق نہیں ہیں"۔ (کشمیری ۷ر فروری)

شردھانند میموریل فنڈ اور سناتنی ہندو

اخبار سناتن دھرم پرچارک ۸ر فروری "شردھانند میموریل فنڈ میں چندہ دینا دھرم کو ہانی پہنچانا ہے" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔

"آج کل شردھانند کے میموریل کی بابت چیخ و پکار ہو رہی ہے اور کئی سناتن دھرمی اخبار بھی اس کا راگ الاپ رہے ہیں۔ اور سناتن دھرمیوں کو چندہ دینے کی ترغیب دیکر ان کی فراخدلی اور رواداری کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ایک کھلا راز ہے۔ جو کہ ہر ایک کے دل میں اٹھتا ہے۔ اور جس کو اخلاقی کمزوری کی وجہ سے ظاہر نہیں کیا جاتا۔ کہ شردھانند نے ہرگز کبھی بھی ایک قدم ہندو دھرم کے مفاد کے لئے یا ہندو دھرم کے تعمیری پروگرام کے لئے یا ہندو دھرم کو مضبوط کرنے کیلئے نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن برعکس اس کے وہ ہندو قوم ہندو پن نشٹ کرنیکے لئے تیار بر تیار تھے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے کئی رنگ بدلے۔ اور کئی قسم کے اڈمبر رچے جن کا مطلب صرف اپنی شہرت اور نیک نامی بنوانے کے علاوہ روپیہ اینٹھنے کی چالیں تھیں۔ جس ہندو سنگٹھن کا اس کو دلدادہ کہا جاتا ہے۔ اور جس کے لئے اس کی قربانی کا بڑے قماش سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی ہندو سنگٹھن

(اشتہارات)

آنکھوں کی حفاظت کرو!

جس طرح ہماری ساختہ شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن تمام جسمانی کمزوریوں کے لئے تریاق ثابت ہو رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارا ساختہ موتی سرمہ بھی ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ +

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال ایکاب (دربہا) سے لکھتے ہیں۔ کہ پہلے آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں +

تندرستی کی قدر کرو

جس طرح ہمارا مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ زکام۔ کھانسی۔ پٹھوں کی مضبوطی۔ صالح خون کے پیدا کرنے۔ ہاضمہ کو قوی بنانے جسم کو چست دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے میں اکسیر اعظم ثابت ہو رہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ +

تازہ شہادت:۔ جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور صدر سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا بے حد مفید پایا۔ اس کا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جتقدر آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے۔ لہذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست جناب قاضی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیجدیں ''

پتہ

منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور

عظیم الشان بشارت

(جلد اول)

احمدی جماعت کو مبارک ہو کہ قرآن پاک کا مستند ترجمہ چھپکر تیار ہو گیا ہے

آج احمدی جماعت سے حضرت مولانا المکرم مفسر قرآن جناب مولوی سرور شاہ صاحب کی علمی فضیلت مخفی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رض و ثانی کی صحبت بابرکت نے مولانا موصوف کی علمیت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں۔ الحمد للہ کہ یہ ترجمہ ایسے مستند عالم کی قلم سے ہوا ہے۔ گذشتہ تراجم میں جس قدر خرابیاں تھیں۔ اس ترجمہ نے ان کی کما حقہ تلافی کر دی ہے۔ جماعت میں جس قدر ایک مستند ترجمہ کی ضرورت تھی۔ وہ اظہر من الشمس ہے الحمد للہ کہ مولانا مکرم کے اس ترجمہ نے جماعت کی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اور اس کے لئے جماعت احمدیہ جس قدر بھی اللہ کریم کا شکریہ ادا کرے کم ہے۔

ہدیہ: بلا جلد ۱۲ مجلد کپڑا للعہ

نوٹ:۔ چرمی جلد آدھ آنے پر ولایتی طرز پر ہر قسم کی ہمارے کارخانہ جلد سازی میں تیار ہو سکتی ہے +

المشتہر

محمد اسمٰعیل محمد عبد اللہ تاجران کتب قادیان

حب اٹھرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکبر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوا لے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا +

پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر گیمبل پور

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر"

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپیہ (للعہ) تریاق چشم رجسٹرڈ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا +

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ گڑھی شاہ دولہ صاحب۔ گجرات پنجاب

آلات زراعت و دیگر مشینری

ہمارے شہرہ آفاق کماد پیڑنے کے بیلنے جات اور چارہ کترنے کی مشینیں آہنی رہٹ (ہلٹ) انگریزی ہلٹ۔ خراس دیسی چکیاں چاول۔ سیویاں۔ بادام و روغن نکالنے کی مشینیں منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے +

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ

گریجوایٹ اور میٹریکولیٹ کی ضرورت

ملک کو اب نہیں ہے۔ بلکہ عام طور پر صنعت و دستکاری جاننے والوں کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر بجلی کا کام کرنے والوں کی۔ اس لئے اس سکول کے تعلیم یافتہ دو ہزار سالانہ آمدنی تک پہنچ گئے۔ جن کی فہرست اور پراسپکٹس اس سکول سے مفت مل سکتی ہے +

المشتہر

پرنسپل سکول اوف اپلائڈ الیکٹرسٹی یعنی سکول بجلی کپورتھلہ

گولڈن رسٹ واچ۔ خوبصورتی کا زیور

دیکھنے میں نازنین برتنے میں سخت جان وقت کی سچائی میں بے نظیر گھڑیاں گارنٹی ۳ سال جو پسند ہو نمبر لکھیں قیمت معہ تسمہ و بکس صرف پانچ روپیہ آٹھ آنے ملنے کا پتہ **منیجر لیڈز واچ ہاؤس۔ لودیانہ پنجاب**

ہندوستان کی خبریں

کونسل ہاؤس دہلی ۹ر فروری کونسل آف سٹیٹ نے سیٹھ گوونددا س کی یہ قرارداد مسترد کردی۔ جس کا مفاد یہ تھا۔ کہ تیسرے درجہ کے ریلوے مسافروں کے کرایہ میں ۳۳ فیصدی کمی کردی جائے چارلس انز نے اطلاع دی۔ کہ سال گذشتہ کی قراردادوں کی وجہ سے سخت مالی نقصان ہوا ہے۔ اور اگر یہ قرارداد بھی منظور کرلی گئی۔ تو یہ نقصان ۱۱ کروڑ روپیہ تک پہنچ جائیگا +

بمبئی ۹ر فروری - بارش نہ ہونے کی وجہ سے برار اور وسط ہند میں قحط پڑ گیا ہے +

کراچی ۹ر فروری - سکے بنانے کی مشین برآمد ہونے سے یہاں اضطراب پھیلا ہوا ہے - کپتان، آر - پی جنرل سرجی ڈکنس - اکبر علی گرفتار کئے گئے ہیں - یقین کیا جاتا ہے - کہ یہ لوگ اس کام میں شریک تھے۔ ان کا تعلق نارتھ ویسٹرن ٹریڈنگ کمپنی سے تھا۔ پولیس کی تفتیش جاری ہے۔ اس ہفتہ میں مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ کا چالان کیا جائے گا +

مسٹر ٹی - نراین اوڈی دسوداجی) جو مدراس کونسل کے سینئر ممبر ہیں پانڈیچری جاکر آربند و گھوش کے آشرم میں سادھو ہوگئے۔ اس سے پہلے بھی بنگال کے ایک ممبر کونسل سادھو ہوچکے ہیں

کلکتہ ۹ر فروری - آج کلکتہ کارپوریشن نے ۱۲ مخالف ووٹوں کے مقابلہ میں ۳۱ موافق ووٹوں سے یہ فیصلہ کیا کہ نئی مارکیٹ سے بیر کی قبر کھود ڈالی جائے۔

الہ آباد - ۱۱ر فروری - کچھ عرصہ سے "پاونیر" کے سٹاف میں بے چینی پیدا ہو رہی تھی - اوقات دفتر کی تبدیلی کی بناء پر مینجر نے سٹاف میں تخفیف کرنے کا فیصلہ کیا - اور ملازمین اس پر بگڑ گئے۔ اور مینجر کے صورت حالات کی وضاحت کر دینے کے باوجود بھی ملازمین بلا اطلاع دفتر سے باہر نکل گئے۔ چونکہ وہ واپس نہ آئے - اس لئے کل لاک آوٹ کا نوٹس چسپاں کردیا گیا - کل کا اخبار مقامی یورپینوں و ہندوستانی ملازمین کی امداد سے تیار کرکے ڈسپیچ کیا گیا - اور سٹاف کی ہڑتال کی وجہ سے آج کا اخبار بہت چھوٹی شکل میں شائع ہو رہا ہے +

لاہور - ۱۱ر فروری - حکومت پنجاب نے اخبار "ملاپ" مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۲۷ء کے پرچے ضبط کر لئے ہیں - اس پرچے میں ایسے مضامین شائع ہوئے تھے - جو زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) قابل سزا ہیں - ایک اشتہار جس کا عنوان "ایک صورت باقی رہ گئی" اور جس کا عنوان "ابھی نہیں کھلیں" تھا - وہ بھی مذکورہ وجہ سے ضبط کر دیا گیا۔

دہلی ۹ر فروری - رحیم ٹرسٹی کالج سینڈ ہرسٹ کھیلنے

امیدواران کا امتحان داخلہ شملہ میں ۱۶ سے ۲۵ مئی ۱۹۲۷ء تک ہوگا +

لکھنؤ - ۱۰ر فروری - خلافت اور مؤتمر کے اجلاس کی تیاریاں ہو رہی ہیں - اجلاس ۲۶ر ۲۷ر ۲۸ر فروری کو منعقد ہوگا +

ممالک غیر کی خبریں

طہران ۹ر فروری - شمالی ایران کی ہوائی ڈاک جو روس کو ہفتہ وار جائے گی - یبکرس کمپنی کے طیاروں میں طہران و انزلی کے درمیان شروع ہوگئی ہے۔

ٹوکیو ۷ر فروری - شہنشاہ جاپان نے اپنے والد کی تدفین کے روز ۱۵ لاکھ ین (سکہ) خیرات میں دیا - ۲۰ ہزار قیدی رہا کئے گئے - متعدد مجرمین جن کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا - ان کی سزائیں حبس دوام کردی گئیں علاوہ ازیں بہت سے آدمیوں کی سزاؤں میں تخفیف کردی گئی +

ترکی جمہوریہ نے حکومت کا ایک خاص نشان مقرر کیا ہے - یہ نشان سرخ کپڑے پر ہے - اس میں ہلال کے نیچے خاکی رنگ کا بھیڑیا ہے۔

پیرس میں عربی کا ایک عظیم الشان سکول قائم کیا گیا ہے۔ جس میں اعلیٰ علم ادب اور دیگر علوم عربیہ کی تعلیم دی جائے گی - غرض یہ ہے - کہ شمالی افریقہ اور شام میں جو فرانسیسی افسر بھیجے جاتے ہیں وہ اس اسکول میں عربی تعلیم حاصل کریں - اس مدرسہ کے لئے خوب چندہ ہو رہا ہے۔

لنڈن ۹ر فروری - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ مختتمہ ۵ر فروری میں برطانیہ عظمیٰ کے ۸۱۸ نفوس انفلوئنزا سے ہلاک ہوئے +

مانچسٹر کے سائنسدان کمپنی بیرز بروک اینڈ جیمیسن نے اعلان کیا ہے - کہ وہ چھ ہفتہ کے اندر ہر شخص کو ایسا توانا و تندرست بنا سکتی ہے - کہ اس کی پہلی عمر سے دس سال کم نظر آنے لگے - یعنی ۶۰ سال کا بوڑھا ۵۰ سال کا انسان اور ۵۰ سال کا ۴۰ سال کا - اس نے یہ بھی اعلان کیا ہے - کہ وہ اسی عرصہ میں سر کے سفید بالوں کو سیاہ کر دیگی - اور چہرہ کی جھریاں وغیرہ کا خاتمہ کرکے بوڑھے کو بالکل جوان بنا دیگی +

دہلی - ۹ر فروری - دارالامراء کے اجلاس میں آج ارل آف بلفور نے لارڈ پارمور کے سوال چین کے متعلق ایک بیان دیا - ارل بلفور نے اس بات پر اظہار اطمینان کیا - کہ لارڈ پارمور بالخصوص کے کمی اور رہنما نے اس خیال کی تائید

نہیں کی کہ مشرق بعید میں برطانوی فوجوں کے بھیجنے کا حکومت کا کوئی سامراجی مقصد ہے - یا وہ کسی ملک پر قبضہ کرنا چاہتی ہے - یہ خیال بالکل لغو ہے - کوئی سمجھدار آدمی ایک لمحہ کے لئے یہ خیال نہیں کر سکتا - کہ اس ملک کی کوئی حکومت چین میں اس قسم کی کوئی کارروائی کرے گی یا کرنا چاہتی ہے - جس سے اس پر حملہ کرنے کا گمان ہوسکے - ارل بلفور نے اس کا اقرار کیا کہ موجودہ ناگوار صورت صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی - کہ واشنگٹن کانفرنس میں جو کچھ طے پایا تھا - اس کی تصدیق ہونے میں دیر ہوئی - جس کی رو سے یہ طے پایا تھا - کہ معاہدوں کی نظرثانی کے لئے گفت و شنید کی جائے گی۔

فوجوں کے بھیجے جانے کے متعلق ارل بلفور نے کہا - کہ شنگھائی میں ہماری قوم کے اتنے آدمی تھے جنہیں خطرہ سے بچانے کے لئے وہاں کسی طرح منتقل نہیں کیا جا سکتا تھا - جیسا کہ بعض دور دراز مقامات پر کیا گیا - اگر یہ ذرا بھی ممکن ہوتا - تو وہ ان مالی حقوق کے نقصانات کو برداشت کرتے جنہیں وہ قانوناً حاصل کر چکے ہیں - خطرہ سے بچانے کے لئے صرف یہی ممکن تھا - کہ وہاں فوجیں بھیجی جائیں - تاکہ وہ ضرورت کے وقت موقع پر پہنچ سکیں - ہنکاؤ کی جو حالت ہوئی اسے پیش نگاہ رکھتے ہوئے کیا ہم شنگھائی میں اپنی فوجیں بھیجنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔

ٹوکیو ۹ر فروری - اخبار کوکومن رقمطراز ہے - کہ بولشویک حکومت کا پہلے خیال تھا - کہ مشرق اقصیٰ کے برطانوی مفاد کی حفاظت میں جاپان امداد کر رہا ہے - لیکن جاپان نے موجودہ بولشویکوں کو یقین دلا دیا ہے - کہ ان کا یہ خیال بے بنیاد ہے - آخر میں اخبار مذکور اس رائے کا اظہار کرتا ہے - کہ اب مشرق اقصیٰ کے بجائے بلقان کی طرف روس اپنی توجہ منعطف رکھیگا +

نیویارک ۹ر فروری - امریکہ میں غیر ملکی آدمیوں کے داخلہ کے متعلق ایک جدید قانون وضع ہو رہا ہے - جس کا مسودہ سینیٹ سے منظور بھی ہوچکا ہے - اس قانون کی رو سے ان جہازوں کو امریکن بندرگاہ میں داخلہ کی اجازت نہ ہوگی - جن کے ملاح غیر ملکی ہوں - ہندوستانی جہازیوں کو ان جہازوں کے سوا اور کسی پر امریکہ آنے کی اجازت نہ ہوگی - جس پر ہندوستانی جھنڈا لہرا رہا ہو اسی طرح کوئی ایسا جہاز امریکن بندرگاہ میں داخل نہیں ہو سکتا ہے جس پر چینی جہازی کام کرتے ہوں - لیکن وہ جہاز چینی نہ ہو +

امریکہ کے شہر نیویارک میں جو اطالوی سفارت خانہ ہے - اس کے دروازہ میں ایک بم پھٹا - جو خاص وقت پر چلنے کے لئے بنایا گیا تھا - اس میں گولیاں تھیں جو تمام اطراف میں پھیل گئیں - متعدد مکانات خراب ہوگئے - مگر نقصان جانی نہیں ہوا - اس لئے کہ اتفاق سے گلی خالی تھی - اور سفیر اور اس کا عملہ بھی اس وقت موجود نہ تھا۔

(منشی عبدالرحمٰن کمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)